

## سرکاری رپورٹ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رپورٹ جلسہ اجلاس

## مباحثات 2013ء

(اجلاس منعقدہ 27 اگست 2013ء بروطابن 19 شوال 1434 ہجری بروز منگل)

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجیحہ۔	1
2	میر ظفر اللہ خان زہری نے اسمبلی رکنیت کا حلف اٹھایا۔	2
3	قانون سازی۔	3
10	بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء)	4
32	تحریک التوا منجانب مفتی گلاب خان کا کڑ	5

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 27، اگست 2013ء بہ طبقہ 19 رشوال المکرم 1434ھ بروز منگل بوقت دو پہر 12:01 بجے منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر میر عبدالقدوس بزنجو بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
 إِنَّ الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۖ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّهُمْ  
 بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ  
 فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۚ قُلْ إِنِّي هَدَيْتِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ  
 مُّسْتَقِيمٍ ۖ دِينًا قِيمًا مِّلَةً إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ

﴿ پارہ نمبر ۸ سورۃ الانعام آیات نمبر ۹ تا ۱۵ ۱۲۱ ﴾

**ترجمہ:** جنہوں نے را ہیں نکال لیں اپنے دین میں اور ہو گئے بہت سے فرقے، تھک کو اُن سے کچھ سروکار نہیں، اُنکا کام اللہ ہی کے حوالے ہے، پھر وہی جتنا گا اُنکو جو کچھ وہ کرتے تھے۔ جو کوئی لاتا ہے ایک نیک سو اسکے لئے اُسکا دس گناہیں، اور جو کوئی لاتا ہے ایک بُرا ہی سوزا پایگا اُسی کے برابر، اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔ تو کہہ دے مجھکو سُجاتی میرے رب نے راہ سیدھی، دین صحیح، ملت ابراہیم کی، جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر! point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ بیٹھیں، جب استحقاق آجائے، اُس پر کارروائی شروع کریں گے، آپ کو time دینے گے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): میں پر لیں والوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ token walk ختم کر کے واپس آ جائیں۔ میں اپنی policy statement آپکے سامنے رکھوں گا۔ میری گزارش ہے کہ آپ آ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند)

جناب ڈپٹی اسپیکر: پہلے ایک دفعہ کارروائی شروع ہو جائے، ممبر صاحب حلف لے لیں اسکے بعد آگے کارروائی شروع کرتے ہیں۔ میر ظفر اللہ زہری صاحب! آپ یہاں آ کر اپنی رکنیت کا حلف اٹھالیں۔ (میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، رکن اسمبلی آئے اور جناب اسپیکر صاحب سے حلف اٹھایا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: مبارک ہو۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) ایجنسٹ کی کارروائی ختم ہو جائے جب آسمیں آ جائیں گے پھر آپ اسکو table کر دیں۔ (مداخلت) اسی کو table کر دیں گے۔ ایجنسٹ کی کارروائی ختم کریں نا۔ (مداخلت)

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ایجنسٹ کی کارروائی کمکمل کرنے دیں۔

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جب استحقاق کی باری آئیگی اُس وقت آپکو table کرنے کا موقع دیں گے۔ پہلے rules کے تحت ہمیں ایجنسٹ کی کارروائی تو شروع کرنے دیں۔ آپ کو موقع دیں گے، بالکل۔ آپ اسکو table بھی کر دیں گے۔

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر! لیکن پہلے مجھے موقع دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ بیٹھ جائیں کارروائی تو شروع ہو جائے، اسمبلی کی۔ آپ کو موقع دیں گے۔ rules کے تحت جب کارروائی شروع ہو جائے گی۔ (مداخلت۔ شور) اس پر آپ کو موقع دیں گے۔ آپ kindly بیٹھ جائیں، کارروائی جب شروع ہو جائے پھر تحریک استحقاق آ جائیگی۔ جب time آ جائیگا۔ آپ اُس وقت اپنا موقف بھی دے دیں۔ انکا بھی موقف ہے، ساری چیزیں دیکھ کر آگے چلا جائیں گے۔

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ایک منٹ! اس طرح کارروائی کا طریقہ نہیں بنے گا۔ اسکو موقع دے دیں آپ کو طریقہ کار کے مطابق موقع دیں گے اگر آپ کو موقع نہیں دیا پھر آپ بولیں۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اسپیکر! آپ اجازت دے دیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ابھی تک کارروائی شروع نہیں ہوئی آپ کیسے اسکو پیش کریں گے۔ ابھی تک بہت سارے لوازمات یہیں اسمبلی کے میں rules کے تحت آپ کو جازت دوں گا نا۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اسپیکر! ---

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میں آپ کو موقع دوں گا اسکو آپ table بھی کر لیں گے آپ کیوں ضد کر رہے ہیں؟ ابھی تک اسمبلی کی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہے۔ آپ کو موقع دے دیں گے۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اسپیکر! مجھے موقع بعد میں دیں گے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میں آپ کو موقع دوں گا۔ سوالات نہ ہونے کی بنا، وقفہ سوالات معطل کیا جاتا ہے۔ اب سکریٹری اسمبلی اگر کوئی رخصت کی درخواست ہے تو پڑھیں۔ ٹھیک ہے نہیں ہے۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ وزیر اعلیٰ / وزیر لوکل گورنمنٹ، بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) پیش کریں۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** میں وزیر اعلیٰ بھیشت وزیر بلدیات، بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) پیش کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مسودہ قانون نمبر 3 پیش ہوا۔ وزیر اعلیٰ / وزیر لوکل گورنمنٹ، بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

**قائد ایوان:** میں وزیر اعلیٰ بھیشت وزیر بلدیات تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقتضیات سے مستثنی قرار دیا جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** سوال یہ ہے کہ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقتضیات سے مستثنی قرار دیا جائے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ہاں یا ناس میں جواب دیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان لوگوں نے گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقضیات سے مشتمل قرار دیا جاتا ہے۔ میدیا کیلئے۔ اچھا! گئے ہیں۔ ایوان کی کارروائی۔ مورخہ 24 رائست 2013ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ تحریک استحقاق نمبر 1 پر حکومت اپنے موقف کی وضاحت کرے۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان):** مسٹر اسپیکر! ہم سب جمہوری لوگ ہیں اور جمہوری سوچ رکھتے ہیں اور ایک غیر جانبدار ایکشن کمیشن پر ہمارا بھروسہ ہے۔ جب ایکشن کا اعلان ہوا، ہمارے ہاں ایک قومی اسمبلی اور تین صوبائی اسمبلی کے حلقے آئے تھے۔ اور یہ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو coalition partners کسی بھی حوالے سے ان ایکشنوں میں نہیں ہوگی۔ تھے ہم نے یہ تہیہ کیا ہوا تھا کہ گورنمنٹ کی influence کا ذمہ داری سے ان ایکشنوں میں نہیں ہوگی۔ اور مختلف طریقوں سے اور خاص طور پر ہمارے لئے دو حلقے law and order کے حوالے سے انتہائی important تھے۔ ایک جھل مگسی دوسرا قاعده عبداللہ۔ اس پر ایکشن کمیشن کے سامنے ہم بیٹھے۔ جو کچھ ایکشن کمیشن نے کہا، میں بڑی ذمہ داری سے بول رہا ہوں، من و عن ہم نے وہی کیا۔ کچھ دوستوں کو جو ایکشن لڑ رہے تھے۔ پختونخواہی عوامی پارٹی کے دوستوں نے RO کے خلاف درخواستیں دی ہوئی تھیں۔ ANP کے دوستوں نے کچھ درخواستیں دی تھیں۔ تو ہم نے ایکشن کمیشن سے کہا کہ فیصلہ خود آپ نے کرنا ہے۔ ہم اس پر کوئی اثر انداز نہیں ہو گئے۔ کیونکہ یہ ہماری commitment ہے اپنے لوگوں سے۔ ایکشن کمیشن کے کہنے پر ہم نے تمام اسٹاف یہاں بھیجا اور ایف سی اور آری کے لوگ بھیجے۔ ہم نے اتنی deployment کی کہ ہم لوگوں کو secure کر سکیں اور ایکشن کو transparent کر سکیں۔ بدقسمتی سے وہاں maximum 4:00 یا 4:30 بجے، کیونکہ اس دن میں on line تھا۔ کہ کہیں نہ کہیں خدا نخواستہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے۔ تو چار، ساڑھے چار کے قریب ہمیں message آیا کہ وہاں آپس میں ایک پولنگ ایکشن میں فائزگ ہوئی ہے۔ جس کے تیجے میں ایک آدمی مارا گیا ہے۔ اور تین زخمی ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے جہاں تک تعلق ہے۔ گورنمنٹ ان تمام مسئلہوں سے، کیونکہ میں نے ذاتی طور پر اسکو deal کیا ہے۔ اور دونوں جانب سے اعتراضات آئے تھے، جھل مگسی پر بھی، ہم نے وہ اعتراضات بھی ایکشن کمیشن پر چھوڑے۔ کہ جو اضافہ وہ مانگتے ہیں۔ جو چیزیں وہ سمجھتے ہیں وہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ جو coalition گورنمنٹ ہے، اس مرحلے میں مکمل غیر جانبدار رہی ہے۔ تاہم وہاں جو ناخوشگوار واقعہ پیش آیا

ہے۔ انکو قانونی طریقے سے۔ جو بھی قانون کہتا ہے اُسی حوالے سے ہم tackle کریں گے۔ as such under تھے، ایکشن کمیشن کے۔ میری explanation یہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر گورنمنٹ کا موافقہ دیا ہے۔ آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں؟ انجینئر زمرک خان: میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں ایکشن ہوا۔ میں عوامی نیشنل پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں۔ مجھ پر ڈیشنٹری کا الزام لگانے والا۔ یہ وہ پارٹی ہے جو ڈیشنٹری دوں کے خلاف لڑی ہے۔ 90 سالوں کی ہماری تاریخ انھا کردیکھ لیں کہ عوامی نیشنل پارٹی میں آج تک کوئی ڈیشنٹری پیدا ہوا ہے؟ سن لو اس بات کو۔ آپ 1920ء سے لیکر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کیا آپ point of order پر بول رہے ہیں؟ انجینئر زمرک خان: جی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ میری بات تو سُنیں۔ آپ میری بھی نہیں سُنتے اور یہ بھی پیش نہیں کرنے دیتے۔ تو پھر کیا کروں میں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں ایسا نہیں ہے۔ انجینئر زمرک خان: آپ میرے ایک کزن کیلئے یہاں فاتحہ بھی نہیں پڑھوانے چھوڑتے۔ آپ خود سوچیں کہ میرے متعلق اُنکے ذہن میں کیا ہے۔ ایک آدمی خود تسلیم کرتا ہے کہ میں اُدھر گیا ہوں۔ میں کبھی حملہ نہیں کروں گا۔ جو آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ آپ فیصلہ کریں، آپ انہی لوگوں کو بچج دیں کہ اگر کسی کو گولی لگی ہے تو میں ڈیشنٹری ہوں؟ کہتے ہیں چار بندے ہمارے زخمی ہیں۔ ایک کو بھی اگر کوئی لگی تھی تو میں ڈیشنٹری ہوں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ اگر میرا کزن مارا گیا ہے۔ اُسکے لئے فاتحہ خوانی بھی نہیں ہوتی ہے۔

جناب عبدالرجیم زیارت وال (صوبائی وزیر): point of order.

جناب ڈپٹی اسپیکر: انکا point of order ہے۔ انجینئر زمرک خان: آپ مجھے سُن لیں، پھر وہ بات کریں۔ نہیں تو اس طرح بات تو نہیں ہو سکتی۔ آپ میری بات نہیں سُن رہے ہیں۔

جناب عبدالرجیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! یہ کس rule کے تحت بول رہے ہیں۔ اسکو پابند کریں بس۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ point of order پر بول رہے ہیں۔

جناب عبدالرجیم زیارت وال (صوبائی وزیر): اپوزیشن کے میرے فاضل رکن کس قاعدے کے تحت اپنایاں

دے رہا ہے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** point of order پر بول رہے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** point of order اُس نے نہیں کہا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر point of order کہا ہے اور آپ نے اجازت دی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی انجینئر زمرک صاحب بولیں۔

**انجینئر زمرک خان:** آپ چاہتے ہیں تو میں استغفار دے دیتا ہوں۔ آپ میری بات سنئں۔ فیصلہ کورٹ پر چھوڑ دیں۔ نیک بی بی کے کیس 302 میں مجھے اندر کیا تھا۔ میں باعزت بری ہوا ہوں۔ میرے دو چچا میرے ساتھ سرور خان پیر علیز کی جو عوامی پیشہ پارٹی کے صوبائی صدر تھے۔ انہوں نے بات کی ہے۔ میں اُسکا جواب دینا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی۔ جی۔

**انجینئر زمرک خان:** میرے سر، میرے uncle، ملک یونس سماڑھے چار مینے تک ہم جمل میں رہے۔ ہم face کر دیا۔ ہم بری ہو گئے۔ جو بھی ہوا۔ میں یہ نہیں چاہتا ہوں۔ ہم لڑنے جھگڑنے والے نہیں ہیں۔ ہم ایک جمہوری پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم تشدد پر یقین نہیں رکھتے۔ قسم اٹھا لیں۔ قرآن ادھر کھل لیں۔ اگر میں نے کیا تھا تو میں مجرم ہوں۔ اگر کسی اور نے کیا ہے تو کم از کم اپنے گریبان میں جھا نک کر دیکھ لیں کہ یہ کس طرح کا الیشن ہوا تھا؟ خدا کیلئے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر۔ پشتون یا ہمارے بلوجوں کی روایات ہیں۔ ہم ایک tribal setup سے تعلق رکھتے ہیں۔ ادھر کسی پر زبردستی نہیں چلتی، ہم تر بور ہیں۔ اور پشتونوں کی تاریخ رہی ہے، افغانوں کی۔ ہلاکو خان سے لیکر احمد شاہ بابا، محمود غزنوی آج تک اس قوم پر کسی نے زبردستی حکمرانی نہیں کی ہے۔ چاہے وہ بیس سال رہے ہیں، چاہے تیس سال۔ آپ لے لیں تاریخ۔ تو کیا کوئی ترور دوسرا ترور پر زبردستی کوئی سیاست کر سکتا ہے؟ نہ میں کر سکتا ہوں نہ جمیعت کر سکتی ہے نہ پشتونخوا کر سکتی ہے نہ پیپلز پارٹی۔ میں صرف ایک request کرنا چاہتی ہوں ایک پُر امن ماحول بنانے کیلئے۔ میں ابھی بھی ان لوگوں سے، یہ میرے دوست ہیں۔ میرا ان سے کوئی ایسا اختلاف نہیں ہے۔ سیاسی اختلاف ہے اور جمہوری اختلاف ہے۔ بالکل میں نظر یہ پر یقین رکھتا ہوں میں کوئی دشمنگردی کرنا چاہتا ہوں نہ میں لڑنا چاہتا ہوں۔ لیکن کسی کی زبردستی برداشت بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ میں اپنے دفاع کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ یہ مجھے شریعت نے بھی، اسلام نے بھی، قانون نے بھی۔ دُنیا کا کوئی قانون اٹھا کر دیکھ لیں اگر

اسمیں حقیقت نہیں ہے میں نہیں کر سکتا ہوں تو میں withdraw ہو جاؤں گا۔ لیکن کم ازکم میرے فاضل دوست، میرے اپنے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس پر سوچ لیں۔ کہ اسکو ہم کس طرح کر سکتے ہیں؟ یہ زبردستی دشمنیاں پیدا کرنا کوئی اچھا رواج ہے؟ اگر ہم پشتو نوں کی پیچھتی کے دعوے کرتے ہیں۔ تو آ کر پشتو نوں میں ان چیزوں کو ختم کر لیں کیوں ان کو بڑھانا چاہتے ہیں؟ کیوں ان کو ہوادینا چاہتے ہیں؟ ہم کسی کے گھر کو کیوں جلانا چاہتے ہیں؟ کیوں وہ دوسروں میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں؟ میں زبردستی کرتا ہوں۔ میں اپنی بات کر سکتا ہوں۔ دوسروں کی بات یہ ہے کہ وہ خود جان لیں کہ کس طرح آئے تھے؟ یہ لیکن کس طرح ہوا ہے؟ اور ڈیوبیاں دینے کے لئے لوگ کدھر سے آئے تھے۔ میں نے لوگ لائے تھے، جمعیت نے لائے تھے۔ میرا کوئی ممبر نہیں آیا ہے۔ جمعیت العلماءِ اسلام کا لیکشن تھا۔ یہ سارے ممبروں سے پوچھ لیں قرآن پر، کہ کوئی اُدھر آیا ہے؟ میں تو اپنے دوست سے یہ کہتا ہوں۔ کہ آپ آئے، کم ازکم آپ مطمئن کرتے۔ منظور کا کڑ صاحب آئے تھے۔ ان سے سارے خوش تھے۔ انکی جو آئے تھے۔ میں اُسکی بات کرنا چاہتا ہوں۔ پونگ والوں سے میں نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ”بہت پیار محبت سے ہمیں سمجھایا“۔ جن پونگ پر انکی ڈیوبی تھی۔ اُس نے کہا ”بہت اخلاق والے آدمی تھے“۔ جو بھی تھے ہم انکی کوئی براہمی تو نہیں چاہتے۔ میں ابھی بھی ان کے سامنے یہ کہتا ہوں۔ لیکن کم ازکم یہ ہے کہ مجھے جلانے اور تباہ کرنے کی کوشش تو مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کھڈے میں آپ خود گر جائیں۔ میں یہ بات اسلئے کرتا ہوں کہ قانون پر چھوڑ دو۔ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرے دوست کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جاؤ عدالت میں۔ اسمبلی میں تو ہم ایک دوسرے پر الزامات لگاتے ہیں۔ اسمبلی میں غلط غلط باتیں ایک دوسرے کے متعلق کرتے ہیں۔ ہمارے لئے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میں ایک نمائندہ ہوں۔ آپ بھی ایک نمائندہ ہیں، اپنے علاقے سے آئے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں مل بیٹھ کر علاقے کی بہتری کیلئے کوئی بات کر سکیں۔ انکو ایک اچھا ماحول دے سکیں۔ یہ ہمارے لئے بہتر ہے۔ میں نے یہ بھی ان سے کہا ہے۔ ٹھیک ہے میں الزامات لگاتا ہوں۔ میں نے پارٹی کے سربراہ کے متعلق کہا ہے۔ میں نے کہا کہ آجائیں پشتو نوں کیلئے آپ کوئی قدم اٹھائیں میں ساتھ دوں گا۔ اگر میں نے نہیں دیا تو میرے مذہ پر تھوکنا۔ لیکن اُسیں اخلاص اور ایمانداری ہونی چاہیے۔ اگر میں ہوں تو میں ایمانداری سے کروں گا۔ اگر یہ دوست ہیں یہ ایمانداری سے کریں۔ میں کسی سے کوئی دشمنی نہیں کرنا چاہتا۔ ہماری سیاسی دشمنی ہے۔ نہ انکے ساتھ میری جائیداد شریک ہے۔ نہ انکے ساتھ میرا کاروبار شریک ہے۔ نہ انکے ساتھ میری کوئی دکان ہے۔ نہ انکے ساتھ میری کوئی زمین ہے۔ تو پھر کس چیز کی جنگ ہے؟ سیاست میں، ہم جمہوریت کہتے ہیں۔ تو پھر جمہوری جنگ ہے۔ جمہوری طریقے سے

لڑنا چاہئے۔ ہر آدمی کو اپنے ووٹ کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ وہ جس طریقے سے ووٹ استعمال کرنا چاہے کرے۔ ہم زبردستی کیوں کرتے ہیں۔ میں تو دوست سے کہتا ہوں کہ آپ کو کیا ضرورت تھی میری پونگ پر آنے کی؟ آپکے وہاں ہزاروں کارکن موجود ہیں۔ آپکے بہت اچھے کارکن ہیں۔ خدا نخواستہ اکے ساتھ کچھ ہوتا۔ پھر ہم لوگ کیا کرتے۔ یہ تو ایک فتنی سرمایہ ہے چاہے میرا دشمن ہے یا میرا مخالف ہے، جو بھی ہے۔ فتنی سرمایہ ہے۔ ایم پی اے ہیں نمائندگی کرتے ہیں ایک علاقے کا ان کو اگر خدا نخواستہ گولی لگتی یا اکے ساتھ کچھ ہوتا تو ہماری اسمبلی کا نقصان بھی ہوتا۔ میں تو نہیں چاہتا ہوں کہ یہ ضائع ہو جائے۔ یا میرا کوئی اور دوست ضائع ہو جائے۔ یا میرے ساتھ ایسا ہو جائے۔ لیکن میں حق رکھتا ہوں کہ میرے ساتھ کم ازکم اس طرح کاظم نہیں کریں۔ اگر ظلم کریں گے، مجھے دیوار سے لگائیں گے۔ تو میں کیا کروں گا؟ میں فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں آپ فیصلہ کریں۔ نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے میں نے شکایت بھی کی تھی۔ آئی جی، ایف سی کے گھر میں کھانا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے۔ آپ پشتو نوں کے نواب ہیں۔ آپ جب میرے کزن کے گھر آتے ہیں تو میرے پاس بھی آ جائیں۔ میں بھی آپ کو عزت دوں گا۔ کبھی آپ کو کچھ نہیں کہوں گا۔ کوئی آجائے مجھ سے بات کرے۔ میرے گھر پر آ جائے۔ مجھے دعوت دے میں نہیں گیا تو مجھ پر تھوکنا۔ اگر یہ کہیں کہ میں آپکے گھر آتا ہوں میں نے انکو نہیں چھوڑا پھر بھی مجھے غلط کہنا۔ لیکن اس طرح تو نہیں ہوتا ہے۔ کہ آپ میرے کزن کے گھر آتے ہیں میری دیوار ساتھ ہے۔ آپ میرے گھر نہیں آتے۔ سامنے بیٹھا ہوا آپ پوچھے لیں۔ میں نے کہا اس طرح تو ہم کیسے روایات کو برقرار رکھیں گے۔ آپ تمام پشتو نوں کے نواب ہیں۔ صرف کاکڑ اور پشتو نخوا میپ کا نہیں۔ آپ سب کو اعتماد میں لے لیں۔ آپ آ جائیں as neutral بندہ۔ آ جائیں فیصلہ کرتے ہیں کہ جی آؤ بیٹھتے ہیں یہ تینوں جماعتیں کہ کس طرح الیکشن کرتے ہیں۔ کون سا حقدار ہے، ہم withdraw بھی ہو جاتے ہیں اُنکے حق میں۔ اگر یہ صحیح تھا تو میں withdraw ہو جاتا ہوں۔ میں نے کہا بھی ہے۔ میں نے جلوسوں میں بھی کہا ہے۔ کوئی غلط بیانات دیتے ہیں وہ تو اور بات ہے۔ دیکھو ہمارا دل جلتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے ہیں۔ ہماری طرف سے کوئی زبردستی اگر ہوئی ہے تو میں سزا کیلئے تیار ہوں۔ آپ کو حقیقت کہہ رہا ہوں۔ لیکن جن لوگوں نے کیا ہے۔ کم ازکم اتنا تو کر دیں، اُنثا اُرام تو نہیں لگائیں۔ کم ازکم سوچ لیں کہ اگر کچھ ہوا ہے تو بحیثیت لیڈر ایک بڑی پارٹی ہے۔ جن کی ایک تاریخ ہے۔ اچھی روایات رکھتے ہیں۔ تو کم ازکم لوگوں کو دو نہیں کریں نزدیک کریں۔ اگر میں غلط ہوں۔ بھائی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بات کی۔ ”کہ آپ بیان کیوں دیتے ہیں؟“۔ میں حق رکھتا ہوں۔ میں ایسی بات نہیں کروں گا کہ اسمبلی میں کوئی ایسی بد مزگی

پیدا ہو جائے۔ کم ازکم فاتحہ تو ہم کریں۔ یہاں ہمارے اقلیتی برادران بیٹھیں ہوئے ہیں، ہم نے انکے لئے پڑھے ہیں۔ یہاں تو ایسے ہیں کہ ایسے blast میں کہ حکومت سے counter میں ہلاک ہوئے ہیں گورنمنٹ ناراض بھی ہوئی تھی ”کہ آپ لوگ دشمنگردوں کی فاتحہ لیتے ہیں“، اُنکی بھی فاتحہ لی گئی ہے۔ یہ اگر آپ کا دشمن بھی تھا آپ لے لیتے یا رہ۔ ہم دشمنوں کی بھی فاتحہ لیتے ہیں ایک دوسرے سے۔ تو یہ کیا میں محسوس نہیں کروں گا؟ کون فیصلہ کرے؟ زیارت وال صاحب! آپ اور نواب صاحب بیٹھ جائیں، آپ لوگ فیصلہ کریں آپ لوگوں پر میں چھوڑتا ہوں۔ میں خود نہیں کرتا ہوں میں غلط ہوں۔ یہ ساری اسمبلی بیٹھی ہوئی سن رہی ہے ساری باتیں۔ اگر میرا استحقاق، خدا کی قسم، قرآن پر، ساری انتظامیہ، اگر اس پولنگ پر ایک گھنٹہ بعد نہیں آتا پتا نہیں کیا ہوتا۔ میری پولنگ پر تھا رودان کا بیٹھا بیٹھتھا تھا۔ اُسکے گھروالی اُدھر ایجنت تھی۔ ہماری بہن ہے، ہمارا بھتیجا ہے میں اُسکو غلط نہیں کہتا ہوں۔ میں نے اُنکو بچایا اُنکو بکر میں بٹھا کر وہاں سے نکلا ہے۔ آپ پوچھ لیں اُن سے۔ میں نہیں پہنچتا تو پتا نہیں کیا ہوتا۔ خدا کی قسم میں نے اپنے لوگوں سے کہا۔ کہ پسل بھی اپنے پاس نہیں رکھنا ہے۔ گواہ ہیں۔ اگر ہمارے پاس ہوتا، چون میں جو واقعہ ہوا۔ کیپن صاحب کے اور اصغر خان اچھزی کے۔ کیپن کے لوگ گئے تھے اس پولنگ پر۔ جو جملہ کیا، اُدھر دو بندے مر گئے۔ اور جس نے جملہ کیا اُنکے چار بندے مر گئے۔ اگر میرے پاس پسل ہوتا، تو شاید کوئی رُخی ہوتا ہماری گولی سے ان لوگوں میں۔ میں تو یہ نہیں کہتا ہوں۔ یہ تو صرف حق بات کرتا ہوں۔ میں غلط ہوں گا۔ یہ میری باتیں نہیں کہ سچ یہ ہیں۔ یہ تو فیصلہ عدالت کریگی کہ میں سچ ہوں یا وہ سچ ہیں۔ لیکن میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ کم ازکم علاقے میں ہم ایک دوسرے کو لڑانے کی۔ اگر آج کوئی ہمیں لڑانے کی کوشش کریگا۔ کل کوئی آپکو لڑائے گا۔ ولی خان کی بات ہے کہ ”آپ کسی کے گھر میں پتھر پھینکیں گے وہ آپ کیلئے پھول نہیں پھینکتے گا“۔ یہ تو افغانستان کا مسئلہ تھا۔ اور یہ آگ افغانستان تک نہیں رہیگی۔ یہ پنجاب تک پہنچی۔ آج وہ آگ کہاں تک گئی۔ 1978ء میں افغانستان میں جو انقلاب آیا۔ آج وہ آگ پنجاب تک پہنچی کہ نہیں؟ آج پورا پاکستان اُسی میں جل رہا ہے کہ نہیں؟ آج وہی افغانستان ہمارے پاکستان سے بہتر ہے میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کتنے مرتبے ہیں اُدھر ایک دن میں کتنے بم blast ہوتے ہیں؟ کتنے معصوم لوگ یہاں شہید ہوتے ہیں؟ کتنی ماں میں بہنیں اپنے بھائیوں، خاوندوں اور باپ سے علیحدہ ہوتی ہیں؟ آپ ان چیزوں پر سوچ لیں۔ یہ آگ سب کو لپیٹ میں لے لیں۔ اور ہم تو چاہتے ہیں کہ اپنے علاقے میں کم ازکم اس آگ کو بجھادیں۔ ہم ان دشمنیوں کو ختم کر دیں۔ میں ہر جگہ گیا ہوں۔ تو آپ لوگ بھی پہل کریں۔ آؤ ساتھ دے دیں، ان چیزوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ایک اچھا ماحول پیدا کریں۔ ٹھیک ہے میں کل نہیں رہوں گا

میں تھوکتا ہوں اس ممبر شپ پر، جو میں اس اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہوں اور اپنے عوام کو فائدہ نہ دے سکوں۔ میں کیا کروں گا اس اسمبلی کو۔ میں کل اس سے withdraw ہو جاتا ہوں۔ تو سب، ہمارے مولانا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ جتنے بھی ہمارے بلوج، پشتون بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا ایک صوبہ ہے۔ ہمیں بھائیوں کی طرح رہنا چاہیے۔ ہم کو ان چیزوں سے دور رہنا چاہیے۔ ایک بھی انسان ضائع ہوتا ہے، ہمارے اسلام کے مطابق کہ ”جس نے ایک خون ناحق کیا اس نے پوری انسانیت کا خون کیا“، ہم ان چیزوں پر کب تک قائم رہیں گے۔ کب تک ان چیزوں پر جاتے رہیں گے۔ میں تو یہ کہتا ہوں میری تحریک استحقاق ہے۔ میں کیا کروں گا۔ مجرد کرو۔ میں اسکو پیش نہیں کرتا ہوں۔ لیکن کم از کم یہ میری باتیں ہیں۔ یہ آپ سے اور تمام دوستوں سے کہتا ہوں، ان چیزوں سے۔ بڑے خان ہیں، آجائیں پورے علاقے میں۔ نواب صاحب نے مجھ سے کہا کہ سیگی اور عبدالرحمٰن زئی کیلئے چلتے ہیں۔ پھر ایک دن کہا، پھر دوسرے دن نہیں کہا۔ میں تو انکے ساتھ جانے کیلئے تیار ہوں ہر جگہ مجھے لے جائیگا میں ایک اچھا قدم اٹھانے پر بالکل انکے ساتھ ہوں۔ لیکن یہ ہے کہ کم از کم ایک آدمی کو اتنا دیوار سے مت لگاؤ۔ قندھاری لوگ کہتے ہیں کہ یا ایسے کریں گے یا پھر آپکے گریبان کو پکڑیں گے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ میں یہ نک کر کے نکل جاؤں تو وہ سمجھو کہ میں کر سکتا ہوں۔ تو پھر بھی ٹھیک ہے۔ اگر پھر میں لڑوں گا تو پھر کیا تباہی ہوگی۔ پہلے بھی آپ لوگوں نے دیکھا کہ میں بیس پیس پچیس سال تک دشمنیاں چلتی رہیں۔ کسی کا بھی تک حل نہیں نکلا ہے۔ پانچ سو لوگ ہم نے ان دشمنیوں میں ضائع کیے ہیں۔ دونوں طرف سے ہمارے بھائی ہمارے کزن ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں ہر طرف سے اگر ہوا ہے۔ اگر حمید زئی ہے یا غیرے زئی۔ اگر سلیمان خیل ہے۔ اگر عبدالرحمٰن زئی ہے، سیگی یا مشعوزی۔ چھ قبیلے۔ اور سید بھی اُدھر پڑے ہوئے ہیں، وہ بھی دشمنیوں میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ ہماری تحصیل گلستانِ دشمنی سے خالی ہے؟ کون خالی کریگا اسکو؟ فرشتے آئینے گے آسمان سے؟ یا ہم لوگ کریں گے؟ ہم لوگ کریں گے فرشتے نہیں آئینے گے نہ امریکی اور روئی آئینے گے جو ہمارا صلح کریں۔ ہماری تحصیل میں کتنی دشمنیاں ہیں۔ آج ہمیں پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو جان لیں۔ یہ توارود ہے۔ یہی تو امن و امان کا مسئلہ ہے۔ کون امن و امان برقرار رکھے گا؟ ہم کلاشناوف پھینکیں گے تو امن و امان آیا گا۔ گورنمنٹ کیا لے آئیگی؟ ہم خود کش کیسے کنٹرول کریں گے۔ ہم bomb blast کیسے کنٹرول کریں گے۔ ہمارا ایک بچہ دوسرے کے راستے سے نہیں گزر سکتا۔ ہماری روڈ زندہ ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے راستہ ڈھونڈتا ہے کہ ہم کس راستے سے چپ کر جائیں۔ گلستان میں، قلعہ عبداللہ میں چمن میں۔ یہ امن و امان کون بحال کریگا، ہم کریں گے۔ گورنمنٹ کب تک ہمیں مارتی رہے گی، پکڑتی رہے گی۔ آؤ ہم آپس میں بیٹھ کر ان چیزوں کو ختم

کریں۔ آج سے کلاشنکوف نہیں اٹھائیں گے بروڈاست کرنا ہے۔ میں بروڈاست کروں گا تو میری دشمنی ختم ہو گی۔ نہیں کیا تو یہ اور زیادہ ہوتی رہیں گی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان چیزوں کو ختم کریں۔ آؤں کے بیٹھ جائیں ان چیزوں کو ختم کریں۔ کیسے میں اپنے کزن کو ماروں گا۔ ہم سارے رشتہ دار ہیں، پوچھ لیں یہ سارے میرے کزن بیٹھے ہوئے ہیں میں انکو کیسے قتل کروں گا۔ ان سے تو پوچھیں وہ مجھے قتل کرتے ہیں؟ وہ تو انکی مرضی ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں ان پر کبھی کلاشنکوف اٹھالوں، یا چاقو اٹھالوں۔ میرا خمیر مجھے اجازت نہیں دیتا۔ میں تو خود یہ چیز ہوں جو کہتا ہوں اُسی پر عمل کرتا ہوں۔ میرا دل اور میری زبان ایک ہے۔ اسلئے خدا نے کامیابی دی ہے۔ آج میں کیوں کرنگا انکے ساتھ۔ تو ان سے بھی یہی request ہے ان سے بھی یہی درخواست ہے کہ آؤ کم از کم علاقے کی بہتری کیلئے کریں۔ میرا تو یہ ہے۔ اور عدالت ہے عدالت پر چھوڑ دو یہ میری درخواست ہے اور ہم نے یہ باتیں کرنی تھیں۔ آپ خود سوچ لیں۔ اسمبلی کے دوست ہیں میرے معزز میرے عزیز ہیں سارے، خود فیصلہ کریں۔ منظور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ابھی آئے ہیں۔ میں نے آپکے بارے میں کہا آپ سے ہماری پونگ والے بہت خوش تھے۔ آپکی بہت صفت کر رہے تھے کہ بہت اچھا اخلاق والا آدمی ہے، بہت پیار سے بات کر رہے تھے۔ میں تو ایسا نہیں ہوں کہ کسی کی بات کو ایسا کروں گا۔ یہ بھی شاہد اس نیت سے نہیں گیا تھا۔ کس طرح واقعہ ہوا، وہ بہتر جانتے ہیں۔ قتل و غارت کوئی نہیں چاہتا۔ لیکن ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر کم از کم بیٹھ کر دیکھو تو لیں کہ کس طرح اسکو کرنا ہے۔ ہو گیا ہو گیا ابھی، میں نے کیا اس نے کیا کس نے کیا تیسرے نے کیا، عدالت فیصلہ کر گی لیکن اسکو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ مجرور ہوا ہے میرا مجرور ہوا ہے۔ اُنکا مجرور ہوا ہے۔ ایک نیا فیصلہ کریں۔ میں آپکا شکر یہ ادا کرتا ہوں سب دوستوں کا کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے۔ تو میں اسکے لئے معافی چاہتا ہوں معاذرت چاہتا ہوں۔ لیکن کم از کم ان با توں پر سوچ لیں اگر میں غلط ہوں تو آپ لوگ فیصلہ کریں۔ بڑی مہربانی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

**ڈاکٹر عبدالmalek بلوج (قائد ایوان):** جناب اسپیکر صاحب! میں آپکی مزید proceedings سے پہلے میڈیا کے جو دوست آئے ہیں، ان لوگوں نے واک آؤٹ کیا تھا، میں انکا مختکر ہوں۔ اور تمام جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں، چاہے اپوزیشن میں ہیں یا ٹریزری میں۔ کل سے ایک سلسلہ بلوجستان گورنمنٹ کے بارے میں شروع ہوا ہے، میں اسکو تھوڑا اسسا explain کرتا ہوں۔ جو پارٹیاں اقتدار میں ہیں یا اپوزیشن میں، ہم سب تو لا اور عملاً عدلیہ کی بالادستی اور press کی آزادی کے قائل ہیں۔ ہم اپنی زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں کریں گے جس سے عدیلیہ، میڈیا اور legislations کو نقصان پہنچ۔ کل جو واقعہ ہوا تھا، چونکہ ہم cabinet

کی میٹنگ میں تھے، تو یہ میٹنگ ایک دفعہ ہم نے کی پھر break up کیا، گورنر صاحب کے پاس چلے گئے، پھر واپس آئے۔ تو میٹنگ کے بعد بھی ہم جا کر as usual لوگوں سے ملے، دوستوں سے ملے۔ مجھے مغرب کے وقت سینیٹ اعتراف حسن کا فون آیا۔ اُس نے کہا کہ ”جی ڈاکٹر! آپ نے ARY پر ہشتنگر دی کا پرچہ کاٹا ہے۔“ تو میرے لئے ایک بہت بڑا سوال تھا۔ میں چیف منستر ہوتے ہوئے بھی مجھے پتا نہیں تھا۔ تو میں نے اعتذار صاحب سے کہا ”کہ آپ تھوڑا اساتھ ہیں، میں چونکہ cabinet کی میٹنگ میں تھا اور دوسری مصروفیات تھیں۔“ Let me to check the problems. Then I called the responsibles. تو میں نے ان سے پوچھا کہ جی! کیا ہوا ہے؟ اُس نے کہا کہ ”جی! سپریم کورٹ کے کہنے پر ہم نے یہ پرچی کی ہے۔“ Then I rang up again to Aitezaz. کہ بھئی ” یہ اُنکے کہنے پر ہوا ہے اور ہم نے اُسکے حکم کی تعییل کی ہے۔ خیر ہم نے جب دیکھا تو میڈیا پر یلغار شروع ہوا۔ اور میں نے پہلی دفعہ تین چار گھنٹے ARY کو بڑا enjoy کیا۔ اگر شاید بیٹھے ہوئے ہیں، تو میں نے رات کو آپ کو بہت enjoy کیا ہے۔ تو جب یہ سلسلہ چلا تو ہم نے گورنمنٹ کی طرف سے کہا کہ یہ جو کچھ ہم نے کیا ہے وہ سپریم کورٹ کے احکامات کے مطابق کیا ہے۔ پھر صحیح سوریے سپریم کورٹ کے رجسٹرار نے ہمارے میڈیا ایڈیوارز رجن بلیدی صاحب کو طلب کیا۔ تو جب ہم وہاں گئے تو اُس نے کہا ”جی! آپ لوگوں نے کس کے کہنے پر کیا ہے؟“ ہم نے کہا، meanwhile رات کو بھی میں نے اُنکی judgement مانگوائی تھی، جب یہ سلسلہ چل رہا تھا۔ کیونکہ یہ بات اُس judgment کیا کہ یہ check کیا، تو ذمہ دار بیٹھے ہوئے تھے، تو انہوں نے کہا ”کہ جی! اس نے verbally کہا ہے، سپریم کورٹ کبھی کبھار verbally بھی کہتی ہے۔ تو ہمیں اُسکا آرڈر مانا ہے۔“ تو رجسٹرار نے کہا جی آپ نے کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارے جو لوگ وہاں موجود تھے یہ وہ کریں اور پولیس کے، اُن لوگوں نے ہمیں convey کیا کہ یہ ایک آپ نے آرڈر دیا ہے۔ اُس نے کہا ”کہ جی ہم نے یہ آرڈر نہیں دیا ہے۔“ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ بن گیا اور بلوجستان گورنمنٹ کیلئے واقعی ایک عجیب صورتحال بن گئی۔ کہ سپریم کورٹ نے آرڈر نہیں دیا ہے اور ہمارے ذمہ داروں نے جا کر FIR درج کی ہے۔ میں سب سے پہلے ARY کی جو میجھنٹ ٹیم ہے، اُسکے دوست ہیں، اُن سے اس floor پر معدارت کرتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ ہوا ہے وہ ہمارے لوگوں کی غلطی سے ہوا ہے۔ اور جو FIR درج ہوئی ہے، اب میں انکو withdraw کرتا ہوں۔ اور اس حوالے سے جو کچھ ہوا ہے کوئی اور چیز ہوئی ہے۔ اسکے لئے میں انکو اسی کا آرڈر دیتا ہوں کہ misunderstanding

کون تھے جن لوگوں نے سپریم کورٹ نے نہیں کہا اُن لوگوں نے FIR درج کی۔ جملی وجہ سے اس coalition گورنمنٹ کی رات سے ایسی سُبکی ہو رہی ہے۔ اور میں ARY کے نمائندے اگر بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ شاید جو programmes رات کو ان لوگوں نے شروع کیے تھے۔ وہ کہتے ہیں نا، کوئی انگریزی proverb ہے، کہ آپ کی آزادی اُس وقت ختم ہو جاتی ہے جب میری ناک شروع ہوتی ہے۔ تو آپ آزادی کو اس حد تک نہیں لے جائیں کہ کسی کے ناک کو پکڑ لیں۔ ہم آپ کی آزادی کے قائل ہیں۔ ہم پر تقید کریں۔ اس گورنمنٹ میں جو کچھ خامیاں ہوئی ہیں ان پر تقید کریں۔ لیکن رات کو مقام صاحب اور ڈاکٹر نازش کو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں، ان لوگوں نے جو campaign کی اور مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ کچھ لوگ جو یہاں سے مسلک تھے، ہمارے background کو بھی جانتے تھے، ان لوگوں نے بھی بھتی گنگا میں اپنے ہاتھ دھولیئے ”کہ جی! واقعی ایسا ہے۔“ تو میں assurance دیتا ہوں اپنے دوستوں کو، اسکی اسلئے میں نے کہ I withdraw all the warrant's against ARY explanation کر جس فراغدی کی نشاندہی اس coalition گورنمنٹ نے کی ہے۔ یہ اسی جذبے کے ساتھ ARY نے جورات کو جو گورنمنٹ کی اور خاص طور پر میری media trial کی ہے، اسکو ذرا دیکھیں اور ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ بھی کچھ اور track پر جا رہے ہیں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ جو میڈیا کے دوسرے جو وقار نو قضاۓ نکلے ہیں، میں ان پر case پر case کروں گا۔ اور انکو sure کروں گا کہ اگر جہاں کہیں کورٹ کے آرڈر نہیں ہیں، تو ان پر، انکو ہم withdraw کر لیتے ہیں۔ But I will go to withdraw case to case. ایسا نہ ہو کہ کہیں ہمیں پھر contempt of court کے notices ملنے شروع ہو جائیں۔ انہی گزارشات کے ساتھ، تو میں سمجھتا ہوں کہ جو باقی مقدمات ہیں، اُس سلسلے میں میں نے یہی کہا کہ اگر عدیہ نے نہیں کہا ہے، تو ہمیں میڈیا سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بینک وہ لکھیں۔ بینک ہم پر تقید کریں۔ وہ ہم withdraw کر لیں گے۔ لیکن میں میڈیا دوستوں کی ممکنہ ARY نے جورات سے، میں نے پہلی مرتبہ چار گھنٹے ARY دیکھا ہے۔ تو جو ARY نے کیا ہے اگر یہ میرے میڈیا کے دوست سمجھتے ہیں کہ اُس نے بھی ٹھیک کیا ہے۔ تو پھر یہ بھی تقید ہم برداشت کریں گے۔ --- thank you very much. (ڈیک بجائے گئے)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** حکومت کی ثبت یقین دہانی پر تحریک نمٹائی جاتی ہے۔ سندھ اسمبی کے MPA یوسف شاہوں صاحب، آفیسرز گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں انکو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر): جناب اسپیکر! point of order بھی میں اور دونوں تحریکوں پر بحث بھی ہے، بہر حال ابھی point of order پر کچھ چیزوں کی وضاحت کرنا چاہونگا آپ کے House کے سامنے پیش کروزگا۔ سب سے پہلے میں جناب اسپیکر! ہماری اسمبلی کے معزز رکن ظفر زہری صاحب نے حلف اٹھایا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ تو تحریک حکومت کی ثبت یقین دہانی پر نہادی گئی ہے۔ آپ اس پر پہلے بول سکتے تھے، وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر اپنے comments دے دیے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر): آپ نے تحریک استحقاق نہادی۔ کیا نہایا ہے آپ نے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک استحقاق نمبر 1۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر): ہم حکومت میں ہیں، ہم نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

We belong to treasury benches.

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر بات کی ہے اور یقین دہانی کر دی ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر): وزیر اعلیٰ صاحب نے House کے سامنے وضاحت پیش کی کہ ہماری یہ پوزیشن تھی۔ اس طریقے سے ہم تھے۔ لیکن استحقاق جن کا مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب سے پہلے آپ اس پر بول لیتے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر): نہیں، اُس نے صرف وضاحت کی کہ ہم نے حکومت کے طور پر یہ کام جو ہمیں سونے پے گئے تھے، ہم نے شفاف طریقے سے سرانجام دیے۔ تحریک استحقاق کے بارے میں جو ہم نے پیش کی، اُس نے کہا ہی نہیں ہے۔ استحقاق تواب تک دیسے کے دیسے ہی موجود ہے۔ اور اُس پر ہم دوست بولیں گے۔ اُس پر بات کریں گے۔ آج کیلئے آپ نے رکھی ہے۔ تو kindly آپ اس تحریک استحقاق کو تو اس طریقے سے نہیں نہایا سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جب تحریک استحقاق پیش ہوئی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر اپنا موقف دیدیا اور گورنمنٹ کے موقف پر بات کی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! تحریک استحقاق میری تھی میں ابھی تک بولا ہی نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے چوبیس تاریخ کو اس پر تفصیلی بات کی آج تو گورنمنٹ کے موقف کے اس پر تھے۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** آپ رولر پڑھ لیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** روز آپ پڑھیں جناب اسپیکر۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** تحریک استحقاق پر کیا کچھ کہا جاسکتا ہے۔ کہاں تک جاسکتے ہیں۔

تو ہماری تحریک استحقاق کا اب تک موجود ہے۔ تو یہ روز کے مطابق۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آج اس پر حکومت کے موقف کی وضاحت میرے خیال اس پر باقی تھی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر اپنا موقف دے دیا۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** جناب! کس قاعدے کے تحت آپ نے اسکونٹایا۔ کس لیعنی حکومت کی طرف سے آپ کے پاس کیا آیا کہ استحقاق مجرد ہوا ہے یا نہیں۔ We are facing ruling یہ ہوا ہے، نہیں ہوا۔ تو کس کے کہنے پر۔ محرک خود بیٹھا ہوا ہے۔ ہم ٹریشری پیپر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی آتا اور یہ یقین دہانی کرادیتی کہ ہم یہ کریں گے وہ کریں گے۔ اب تک تو ایک لفظ، ایک فقرہ آپ کے سامنے اُس نے نہیں رکھا ہے۔ اُس نے صرف صورتحال بیان کی کہ ہم اس ایکشن میں غیر جانبدار ہے۔ جو ہماری ڈیوٹیاں تھیں۔ پشتو نخواہی عوامی پارٹی کی طرف سے، جمعیت علماء کی طرف سے۔ عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے۔ جو اعتراضات آئے، ہم نے ایکشن کمیشن کو بھجوائے۔ ایکشن کمیشن نے جو کیا ہم اسکے پابند رہے۔ ہم نے اپنے طور سے کسی بھی اُسمیں مداخلت نہیں کی۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا statement تھا۔ اور ہم نے یہ کیا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ نصراللہ زیرے کا جو استحقاق مجرد ہوا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ”کہ میں اس پر انکوائری کراؤں گا، جو واقعہ ہوا ہے۔۔۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** کس نے کہا؟ میدیا کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ میدیا کے بارے میں کہا ہے کہ بالکل انکوائری کراؤں گا۔ فلاں اکرونگا کہ یہ کیسے ہوا کیونکر ہوا۔ اور ہماری گورنمنٹ پر اس قسم کے اذیمات کیونکر لے گے۔ اس پر تو اُنکی اپنی رائے تھی۔ Leader of the House کی حیثیت سے۔ گورنمنٹ کی حیثیت سے۔ لیکن میں پھر پارٹی کی حیثیت سے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے، جس طریقے سے ہوا ہے۔ ہم بھی کم از کم ایک معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی۔

**مولانا عبدالواسع (قاائد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! میرے خیال آج کے دن کی کارروائی۔ اور وزیر اعلیٰ

صاحب کے کہنے کے بھی مطابق انہوں نے اُس دن میڈیا کی جو بات کی۔ تقریباً انو دس دن سے جو اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے and order law پر آج کا دن بحث کیلئے آپ نے رکھا تھا۔ میرے خیال میں اس پر بحث شروع کر دیں۔ تحریک استحقاق وغیرہ کا بھی law and order کے ساتھ تعلق ہے۔ اس طرح ایک کہتا ہے کہ قتل ہوا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میرا استحقاق مجرد ہوا ہے۔ تیسرا کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو مارا ہے۔ یہ سارے order law کے اندر آتے ہیں۔ اس پر سارے ارکین اپنی بات کر لیں۔ کیونکہ جب بھی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے۔ تو اس میں law and order کیلئے ایک دن مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے لئے پہلا دن تھا جس میں چیف منٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب بھی ادھر ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے تمام حکومتی بیجوں سے کہ law and order پر بات کر لیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر! آپ آج کے ایجنسٹے کے پانچوں نقطے پر آئے نہیں ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے ruling دے دی ہے۔ آپ اس ایجنسٹے پر سرے سے آئے نہیں ہیں۔ آج کے ایجنسٹے کا پانچواں جو نقطہ تحریک استحقاق ہے۔ اس پر ابھی تک آپ آئے ہی نہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ایوان کی کارروائی جب شروع ہوئی، تو پہلا، زیارت وال صاحب! آپ بیٹھیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** آپ بات سن لیں point of order پر قائد ایوان اٹھے اور انہوں نے اس معاملے کے بارے میں وضاحت کی۔ آپ بات سن لیں آپ اس پر آئے ہی نہیں ہیں۔ آپ نے ابھی تک پانچواں ایٹھم call ہی نہیں کیا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ بیٹھیں kindly۔ جب ایوان کی کارروائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے استحقاق نمبر 1 پر ہم نے گورنمنٹ کاموٹ قف جاننے کی کوشش کی، تو وزیر اعلیٰ صاحب اس پر اٹھے اور اپنا موقف دے دیا۔

**قائد ایوان:** جناب اسپیکر صاحب! آپ نے مجھ سے کہا ”کہ situations کو، آپ کاموٹ قف کیا ہے؟“۔ میں نے ایکشن پروضاحت کی۔ تحریک التوا، استحقاق کو نہ نانے کا اپنا ایک طریقہ کار آپکے قاعدے میں درج ہے۔ آپ اسکو اگر اسی طریقے سے۔ یا تو یہ ہے کہ میں اس کو زور دیتا کہ جی! آپ اسکو withdraw کریں۔ اگر اس نے withdraw کیا تب اس پر بحث نہیں ہوگی۔ یہ میری یقین دہانی ہے۔ کہ میں نے ایکشن کے بارے میں کہا۔ باقی چیزیں تحریک استحقاق تو اُسی طرح ہیں۔ میں نے اُس پر press نہیں کی ”کہ آپ press نہیں کریں گے“، تو لہذا جو بھی تحریک استحقاق کا procedure ہے۔ چاہے اپنا زمرک بھائی کا ہو یا یہاں کا ہو۔ اسکو اسکی procedure کے مطابق آپ کو چلانا پڑے گا۔ جتنا آپ time دے دینے گے اُس پر

debate ہو گی۔ پھر آپ کی مرضی ہے، House کی مرضی ہے کہ اسکو استحقاق کمیٹی میں بھیں گے یا یہیں پر kill کریں گے۔ تو میرے خیال میں جو rules ہیں، آپ سیکرٹری صاحب! اسکو اُسی طرح اگر لے جائیں گے تو پھر زیادہ بہتر ہو گا۔

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** جناب اسپیکر!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی۔

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** جناب اسپیکر! من وامان کے مسئلے پر جو تحریک التوا پیش ہوئی تھی اور آج کا دن اُسکے لئے مقرر تھا۔ تحریک استحقاق پر بعد میں آپ بیٹک دونوں طرف سے بات سنیں۔ ہماری طرف سے ہمارا بھی موقف ہو گا اور انکا بھی۔ جو سارا صوبہ جل رہا ہے۔ اور آگ لگی ہوئی ہے۔ لوگ مر رہے ہیں اور خود کش دھماکے ہو رہے ہیں۔ انکو نہ آپ بعد میں سنیں گے۔ اور تحریک استحقاق کو آپ بعد میں سنیں گے۔ پہلے انکو سنیں۔ پھر اسکے بعد انکی۔ وزیر صاحب کے تو نقطے ختم نہیں ہوتے۔ فلاں نقطہ آگے ہے، فلاں نقطہ بعد میں ہے۔ پہلے بھی! انکو آپ سنیں۔ جو سارے صوبے سے لوگ جا رہے ہیں، نقل مکانی کر رہے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** باقی نمائیتے ہیں۔ اس پر آگے rules دیکھ کر بات کرتے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** rules تو پڑے ہیں۔ اس پر آگے rules کا کونسا فرع آپ کو پڑھ کر سنا داں۔ میرے فاضل دوست دمڑ صاحب نے کہا ”کہ انکے نقطے ختم نہیں ہوتے“۔ جہاں! یہ جو کتنا پچھہ دیا ہے انکو بھی اسکا پابند ہونا چاہیے آپ کو بھی، مجھے بھی۔ اگر میں violation کر رہا ہوں آپ مجھ سے کہہ دیں۔ اگر دمڑ صاحب کہ رہے ہیں۔ آپ کو کم از کم کہنا پڑیگا کہ بھتی! استحقاق جو تحریک ہوتی ہے، اسکو سب پر فوقیت حاصل ہے۔ اور اچنڈے پر جو پانچواں نقطہ ہے اسکو اب تک call ہی نہیں کیا گیا ہے۔ ابھی یہ آپ کہتے ہیں ”کہ نہیں اسکو چھوڑ و فلاناں چیز ہے، صوبہ جل رہا ہے“۔ صوبہ جل رہا ہے۔ فلاں چیز جل رہی ہے۔ لیکن جو rules ہیں، انکے مطابق ہم جائیں گے۔ یہ rules مجھے بھی follow کرنے پڑیں گے اور زمرک خان، مولانا واسع صاحب اور دمڑ صاحب کو بھی۔ اگر وہ اسکو follow نہیں کریں گے کہ نہیں بس ہم جس طریقے سے چاہتے ہیں۔ یہ خواہشات کی بات نہیں ہے۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! تحریک استحقاق آپ ادھر اسمبلی میں لائے۔ اور اس دن کیلئے آپ نے رکھی۔ جب تک withdraw نہیں کیا جائے یا اس پر بحث جو بھی House فیصلہ کریگا تو اس وقت تو انکی بات صحیح ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ من وامان، law and order کی جو تحریک التوا آئی ہے، جو نصر اللہ زیرے

نے بھی پیش کی تھی۔ اور اپوزیشن کی طرف سے بھی آئی تھی۔ یہاں سے پہلے بھی تھی۔ اور اسکے لئے یہ دن سے اسمبلی تاریخ دو تاریخ۔ law and order پر بحث مکمل کر کے اسکے بعد تحریک استحقاق پر بحث کر لیں۔ پھر اسکے بعد جو بھی کارروائی ہوگی اس پر بحث کر لیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کارروائی پہلے ہے اُس پر پہلے بات کی جائے، وہ نہ مٹا دیں۔ اور جو بعد میں آئی ہیں تو اُس پر بعد میں آپ۔ یہ تو آپ کو اختیار ہے یعنی rules میں۔ چلو، یہ کہتے ہیں کہ آج کے دن جب تک کہ یادو withdraw کیا جائے یا بحث اس پر نہ ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ یہاں تک ٹھیک ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ خانوادہ اسکو فویت دی جائے۔ کیونکہ پورے صوبے کے law and order کے حوالے سے جو دو، تین تھاریک التوا آئی ہیں۔ ان پر بحث مکمل کر کے وہ نہ مٹا دیں۔ پھر اسکے بعد تحریک استحقاق پر بحث کریں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر!  
**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج:** جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی وہ point of order پر ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، محترمہ! ایک منٹ۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ قاعدہ 56 کے تحت ایک پی اے صاحب نے تحریک استحقاق کا نوٹس دیا ہے۔ اور وہ ابھی پڑھنا پڑیگا۔ اس طرح سے ایک دوسرے کو نہیں سمجھ سکھیں گے۔ قاعدہ 56، مسئلہ استحقاق کا نوٹس۔ کوئی رکن جو مسئلہ استحقاق پیش کرنے کا خواہ شدہ ہو، معتمد کو، یعنی سیکریٹری کو اُس دن کی نشست کے آغاز سے قتل، جس دن ایسا مسئلہ اٹھانا مقصود ہو، نوٹس کے ساتھ ایسی دستاویزات مسلک کی جائیگی، تحریری نوٹس دیگا۔ اگر پیش کیے جانے والے مسئلہ کی دستاویز کی بناء پر پیدا ہوا تو اس نوٹس کے ساتھ ایسی دستاویزات مسلک کی جائیگی تا آنکہ رکن اسپیکر کو اس امر کا اطمینان نہ دلا دے کہ مذکورہ دستاویز فی الوقت دستیاب نہیں ہے۔ اچھا! مگر شرط یہ ہے کہ اسپیکر کو اگر وہ اس امر سے مطمئن ہو کہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل ہے۔ تو وہ نوٹس دینے کی شرط کو ختم کر سکتا ہے۔ اور سوالات نہیں کے بعد اس مسئلہ استحقاق کو نشست کے دوران کسی وقت بھی پیش کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ یہ کل، اُس دن ہوا تھا۔ ٹھیک۔ اُسکے بعد جناب اسپیکر! میں آتا ہوں، آپ سن لیں میں آپ کو بتاتا ہوں یہ پھر بعد میں آپ لوگ بات کر لینے گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** 24 تاریخ کو محرک نے اپنی تحریک کی feasibility پر بحث بھی کی۔ اور اُس نے با تین بھی کیس۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر):** yes ہو گیا تھا نا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** گورنمنٹ کا موقف ہے۔ اگر گورنمنٹ کا موقف آپ بھی پیش کرتے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر):** میں قاعدے کے تحت جودوست بات کر رہے ہیں نا۔ شاید انہوں نے پڑھا نہیں ہے۔ میں ابھی اس پر آتا ہوں۔ قاعدہ 58 میں مسئلہ استحقاق اٹھانے کا طریقہ۔ اسپیکر سوالوں کو نہیں کرنے کے بعد اور دن کی کارروائی کی فہرست میں مندرج دوسرا کارروائی شروع کی جانے سے قبل۔ سن لیں۔ اُس رکن کو جس نے نوٹس دیا ہے، پکارے گا۔ اور اسکے بعد رکن مسئلہ استحقاق پیش کریگا۔ تو جناب اسپیکر! جب چیزیں واضح ہیں۔ مگر شرط یہ ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ کی بات اپنی جگہ پر، آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ 24 تاریخ کو محکم نے اس پر تفصیلی اپنا موقف دیا ہے۔ آج گورنمنٹ، اگر آپ دے دیتے ہیں یا وزیر اعلیٰ صاحب۔ اگر محکم اس سے مطمئن نہیں ہوتا۔ پھر اسیں ruling آ جائیگی۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر):** نہیں، مثال اسیں کوئی ایسی چیز ہے جو آپ نے اٹھائی نہیں ہے جناب اسپیکر! آپ نے پکارا نہیں ہے یا اس پر آپ نے محکم کو مخاطب ہی نہیں کیا ہے اُس سے پوچھا نہیں ہے۔

**جناب اسپیکر!** استحقاق ایسا ہوا نہیں کرتا۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر صاحب! زیارتوال صاحب جو rules پڑھ رہے ہیں۔ یا جو تحریک استحقاق پیش کرنے کیلئے ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** وہ rules ہے۔

**قائد حزب اختلاف:** اور اس پر کسی بھی وقت بحث کرنے کیلئے اسپیکر کے اختیارات، یہ دن مقرر کرتا ہے۔ دوسرے دن کیلئے۔ لیکن ایک پیش کرنا ہے ایک اس پر بحث کرنا ہے۔ پیش تو ہو چکی ہے۔ لیکن بحث جو تحریک التوا law and order کیلئے ہے۔ اسکے لئے آج کا دن آپ نے رکھا ہے۔ جیف منستر صاحب میرے خیال میں چلے گئے ہیں۔ اگر حکومت سمجھیدہ ہے۔ اگر وہ سمجھتی ہے کہ law and order اس پر کچھ بالکل ٹھیک ہے۔ یہی ایک استحقاق ہے۔ تو پھر بے شک حکومت کا یہ موقف ہو سکتا ہے۔ اور حکومت کیلئے سب کچھ ٹھیک ہے۔ ورنہ law and order کے معاملے پر بحث آج شروع کر لیں۔ اگر آپ شروع کرنا چاہتے ہیں، تو ہم اس پر سمجھیدگی سے کارروائی کرنا چاہیں گے۔ اگر حکومت غیر سمجھیدگی سے کارروائی کرنا چاہتی ہے،

law and order کے مسئلے کو نہیں لانا چاہتے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اُس دن اسکو بحث کیلئے منظور نہیں کیا تھا۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** چھوڑتے ہیں نہیں چھوڑتے ہیں فلاں ہے۔ پھر آپ آئینے 59 پ، مسئلہ استحقاق کا وقت۔ پھر یہ ہے۔ استحقاق کے مسئلے کو تحریک التوان پر فوقیت حاصل ہو گی۔ پھر اسکے بعد آپ قاعدہ 60 پر آئینے۔ ہماری اسمبلی کے rules ہیں کہ مسئلہ استحقاق کو فوقیت حاصل ہے تو let them کہ وہ بولیں۔ اُس دن تو بولنہیں، صرف اُس نے بات کی تھی۔ آپ نے admit کیا تھا۔ اور ہم نے ایک گھنٹہ پہلے جمع کروائی تھی، documents کے ساتھ۔ اب بات یہ ہے کہ نہ قائد ایوان اسکے لئے اٹھے تھے نہ انہوں نے تحریک استحقاق پر بات کی تھی نہ آپ نے پانچواں نقطہ پُکارا تھا۔ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ پہلے آپ استحقاق کو پُکاریں گے۔ ”کہ قائد ایون! آپ تحریک استحقاق پر بات کر رہے ہیں؟“ پھر محرك سے پوچھنا پڑیا۔ تو وہ آپ کو بتا دے گا۔ یہ کارروائی جو ہو رہی ہے میری دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ ہر آدمی قاعدے کے مطابق بولے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اُس دن وزیر اعلیٰ صاحب نہیں تھے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** نہیں، وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر کوئی بات نہیں کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** 19 تاریخ کو محرك نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** اور محرك آپ نے concern ہی نہیں کیا ہے۔ آپ نے ایکنڈے کا پانچواں ایٹم نہیں پکارا ہے آج کے دن کا، وہ ہے مورخہ 19 اگست 2013ء کے اجلاس میں باضابطہ شدہ مورخہ 24 اگست 2013ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ تحریک التوان نمبر 1۔ اور اسیں کلپ شدہ تحریک التوان نمبر 2 دو گھنٹے بحث ہو گی۔ یہ بعد میں آئی گی جناب اسپیکر! تو اُس سے پہلے آپ پُکاریں گے کس کو، یہ جو پیش ہوئی ہے تحریک استحقاق۔ اب تحریک استحقاق کا آپ نے کہا ہی نہیں ہے۔ آپ نے اُسکو اس دن کیلئے رکھی تھی لیکن آپ نے اُسکو تو یہ مسئلہ ہے۔

**محترمہ یاسمین بی بی لہڑی:** جناب اسپیکر صاحب! ایک تو یہ مسئلہ ہے کہ آپ خواتین کو موقع ہی نہیں دیتے۔ پہلے بھی آپ سے بھی بات ہم کرتے رہے ہیں، پہلے دو تین مہینوں سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا جیسے ہم لوگوں میں عام اسیں پتا نہیں پار لیماں language نہیں ہے بات کا بنگلہ بنانا۔ اتنی دری میں آپ وہ تحریک استحقاق سن بھی لیتے اور انکامہ قف بھی آپ کے سامنے آ جاتا۔ آگے کرنا ہے، پیچے کرنا ہے، پہلے کرنا ہے،

بعد میں یہ بحث کرنی ہے۔ آپ نے بحث تو کروانی ہے۔ آپ سے یہی گزارش ہے کہ مطلب ہم سب کے time کو فیتنی آپ consider کریں گے، please اسکو آپ کو ایک consideration میں لے کر آ جائیں۔ اگر انہوں نے بات کرنی ہے تو تمیں مضائقہ کیا ہے؟ اتنی دیر سے جو آپ بحث کروار ہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ ہے، کوئی کہتا ہے rule میں نہیں ہے۔ آپ اس پر بحث کروادیں۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اسپیکر! میری تحریک استحقاق اور یہ ایک ہی ہے، ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ اگر بحث ہوگی، تو پھر دونوں پر کر لیں۔ اگر نہیں ہوگی پھر آپ ایسا کریں۔ کیونکہ ہمارا مسئلہ ایک ہی ہے۔ میں ان پر بات کر رہا ہوں وہ مجھ پر ایک ہی مسئلہ ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر صاحب! اس پر کیسے بات کرتے ہیں، قاعدے کو چھوڑ کر نہ table ہوئی ہے نہ انہوں نے پیش کی ہے۔ اُنکے اگر ہاتھ میں ہے وہ اپنی جگہ پر۔ میں فاضل رکن کو اب کچھ نہیں کہتا۔ قاعدے کے مطابق جب چلیں گے تو 56 کے تحت آپ کو نوٹس دینا ہوگا، ایک گھنٹہ پہلے آنا ہوگا پھر documents دینے ہوں گے۔ اب آپ نے نہیں دیا ہے وہ اپنی جگہ پر۔ جو آپ نے نہیں دیا ہے اسکو ہمارے کھاتے میں نہ ڈالیں۔ ہماری جو منظور شدہ تحریک ہے۔

**انجینئر زمرک خان:** اسپیکر صاحب! دو گھنٹے پہلے میں نے دی ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** بلکہ دی ہے، پھر table کیوں نہیں ہوئی ہے؟ یہ تو پھر سیکرٹری کا کام ہے۔

**انجینئر زمرک خان:** اگر کوئی نہیں کر رہا ہے تو میں کیا کروں۔ تمیں ہمارا قصور تو نہیں ہے، اسپیکر صاحب کا ہے یا اُنکی انتظامیہ کا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ویسے بحث کیلئے تو نہیں تھی، اگر آپ لوگ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم اللہ کر لیں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچھزی:** جناب اسپیکر! بڑی مہربانی آپکی، بات یہ ہے کہ ہم دو کارروائیوں کو mix up کر رہے ہیں۔ تحریک استحقاق جس دن پیش ہوئی ہے اُس پر تو من و عن عمل کیا گیا۔ ابھی تحریک استحقاق پر جب بحث ہوگی، جب تک آپ بُلا کیں گے نہیں، آپ mover کو موقع نہیں دیں گے، تو اسکو کیسے نہٹا ہوا سمجھا جائے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیارت وال صاحب! پہلے آپ بولیں گے یا محک؟

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** نہیں جناب اسپیکر! میں point of order پر بولوں گا۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر صاحب! اصل بات یہ ہے کہ آپ ruling دے دیں وہ تحریک استحقاق جو لائے ہیں۔ لیکن بعد میں آپ انکو موقع دے سکتے ہیں، وہ کر لیں، جو بھی، دس دن وہ چلاں میں، ہمارا اسمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یہ کارروائی خواخواہ۔ law and order کا معاملہ ہے اس پر ایک تحریک پیش ہوئی ہے، اپوزیشن کی طرف سے۔ اگر حکومت کی طرف سے اس پر بحث کی جائے۔ آپ کی کارروائی میں اگر تحریک استحقاق ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** دیکھیں کارروائی کے آخر میں رکھ دیں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** دیکھیں جناب اسپیکر! میں آپ کو اپنی خواہشات کے تابع نہیں بناتا، ٹریڈی بچر پر ہم کھڑے ہیں۔ ٹریڈی بچر کی طرف سے میں تو آپ سے یہ request کرتا ہوں، یہ request تو اپوزیشن کے دوستوں کو کرنی چاہیے۔ کہ آپ ایوان کو rules کے مطابق چلاں میں۔ میں نے اور بات نہیں کی ہے۔ اور اسمیں یہ ہے کہ اس دن جو آپ نے ruling دی کہ اگر اسکو اٹھائیں گے تو اس کے مطابق آج جو کارروائی ہوگی اسمیں استحقاق کو فوقيت حاصل ہے۔ rules کے مطابق تحریک التوا پر ہم بولیں گے۔ اور ٹریڈی بچر، قائد ایوان اور جودوست اس پر بات کرنا چاہیں وہ سب اس پر کہیں گے۔ میں تو اسکے لیے کھڑا بھی نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہایا چیزیں ابھی تک رہتی ہیں۔ میں point of order پر کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے فاضل دوست زمرک صاحب نے بات رکھی تھی۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر صاحب! یہ پہلی دفعہ میں دیکھتا ہوں کہ حکومت اسمبلی کو نہیں چلانا چاہتی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اگر اپوزیشن یہ کرتی کہ کارروائی نہیں۔ اب آپ نے اس آرڈر کے اندر جو آپ کی کارروائی آج table پر ہے، اگر اسمیں تحریک استحقاق کا ذکر ہے۔ تو بھی آپ ہمیں بتا دیں۔ جب تحریک التوا اور تحریک نمبر ایک، نمبر دو۔ اس پر دو گھنٹے بحث۔ اور ابھی اس پر بحث شروع ہونے والی ہے۔ لیکن آپ ان سے کبھی ادھر بات کرتے ہیں کبھی ادھر۔ اسکو rules کے مطابق چلاں میں۔ اور زیارت وال صاحب جو بات کرتے ہیں پیش کرنے کے بارے میں۔ پیش تو اسی دن ہو چکی ہے۔ جو rules وہ بتا رہے ہیں پیش کرنے کے لیے۔ وہ بحث کرنے کے لیے نہیں ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** مطلب مولانا صاحب! پیش کرنے کے بعد، آپ کے سامنے آگے جاتا ہوں۔ 60 کو آپ پڑھیں وہ کیا کہتا ہے۔ پھر 61 کو پڑھیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ violate کرتے ہیں، اسکی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ میں نہیں کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں، میری ضرورت یہ ہے کہ میں

قانون کے بغیر جاؤں چونکہ ٹریڈری پنzer میں ہوں۔ زور زبردستی کروں۔ میں rules کو follow کرنے کی بات کرتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ rules law کچھ بھی نہیں ہیں۔ تو پھر ہم کس چیز کے سامنے یہاں بیٹھ کر ایک دوسرے سے کیسے بات کر سکتے ہیں۔ میں تو اس طریقے سے نہیں کر سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے۔ یہ کمیٹی کے سپرد ہوئی ہے اسکو نشاپا گیا ہے۔ کس قاعده کے تحت انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تحریک استحقاق جس کو وہ حاصل ہے، جنہوں نے جعلی کی ہے، وہ اپنی جگہ پر ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے بنیادی طور پر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اُس دن محرک نے استحقاق نمبر 1 پر تفصیلی بات کی۔ آج گورنمنٹ کا موقوف تھا۔ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ یہ بحث کے لیے منظور نہیں تھی۔ آج گورنمنٹ اگر آپ کرتے ہیں یا وزیر اعلیٰ صاحب۔۔۔۔۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** آپ اپنی ruling اٹھا کر دیکھ لیں۔ ایسا نہیں ہوا کرتا۔ جناب اسپیکر! میں گزارش یہ کرتا ہوں آپ نے ruling دی کہ فلاںی تاریخ کی کہ اس پر بحث ہوگی، اُسکے ساتھ اکھٹے اس پر بھی بحث کی جائیگی۔ مطلب یہ ہے کہ خلاف کو اس طرح چھپانے سے، کہتا ہے کہ یہ چھوڑتے نہیں ہیں، فلاں نہیں کرتے ہیں۔ اپنی ruling اٹھا کر دیکھ لیں ریکارڈ پڑا ہوا ہے۔ اگر میں غلط بول رہا ہوں تو پھر کہہ دیں۔ اور اگر ایسے ہی مولانا صاحب جان چھڑانا چاہتے ہیں تو وہ اور بات ہے۔ ایک چیز ریکارڈ پر ہے۔ میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔ اور اگر خواہشات سے بولیں گے۔ تو پھر مولانا صاحب کی خواہشات کا میں احترام کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** دیکھیں! اسیں محرک نے تفصیلی بات کی ہے۔ اور اب آپ اسیں کیا بولنا چاہتے ہیں؟ اور آج کے اچندے میں بھی ہے۔ اس پر صرف گورنمنٹ اپنامہ قف دیگی۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** ہم تو بولیں گے نا۔ اگر انہوں نے نہیں دیا ہے تو آپ تسلیم کر لیں کہ کل کیلئے رکھ لیں گے۔ یہ تو نہیں ہے کہ آپ اسکو buildoze، یعنی بات غلط ہو جائیگی۔ آپ کی یہ ہے، آپ اپنی ruling کو follow کریں، آپ کی جو ruling ہے، اگر ریکارڈ میں نہیں ہے تو پھر آپ مجھے بتادیں۔ اگر یہ آپ کی ruling ہے اور کرنا یہ ہے تو پھر یہ ٹھیک نہیں ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** تحریک استحقاق نمبر 1 جو پیش ہوئی۔ گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے یہ تحریک استحقاق ہوتی ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ public place میں ہوا ہے، 59 کے تحت تو اس پر ruling آتی ہے۔ تحریک مذکورہ ناخوشگوار واقعہ ہے، خالصتاً۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اسپیکر صاحب! آپ ہمیں سُن لیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ہم نے آپ کو ایک گھنٹہ سُنا ہے، 24 تاریخ کو۔ آپ گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے اپنا استحقاق، آپ گورنمنٹ کی اُس پر کارروائی کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اسپیکر! ایسا تھا کہ آج تحریک استحقاق تھی، اس سے پہلے اسی تحریک سے متعلق آپ نے تسلیم کیا، دس پندرہ منٹ اس پر بولے۔ اسی کے متعلق جو میں نے پیش کی تھی اسی پر وہ بولیں نا۔ ابھی ہماری طرف سے بھی تو وہ ہماری پارٹی کا پارلیمانی لیڈر ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** تحریک استحقاق بحث کیلئے منظور ہوتی ہی نہیں ہے۔ آپ نے اُسکی feasibility پر تفصیلی بحث کی ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** نہیں، تو آج کی تاریخ کے لیے پھر کس لیے رکھی؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** گورنمنٹ اپنا موقفہ اس پر دے دیگی۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** میں گورنمنٹ کے طور پر کھڑا تھا۔ میں نے آپ سے اُس دن بھی کہا ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے قائد ایوان یہاں نہیں تھے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مطلب گورنمنٹ کی طرف سے اپنا موقفہ دے دیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** نہیں، تو گورنمنٹ کی طرف سے میں تو کھڑا تھا۔ یہ تمام کچھ ہوا۔ آپ نے ruling دی۔ ابھی آپ جان چھڑانے کے لیے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ اس پر بات کریں گے یا M.C. صاحب؟

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** نہیں، اس پر بات کریں گے۔ اس طریقے سے آپ اونہ کریں۔ جو ruling آپ نے دی ہے اس طریقے سے اسکو آگے لے جانا ہے۔ پھر اسکے بعد جو کارروائی ہے وہ کرنی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** کیونکہ آپ خود گورنمنٹ ہیں۔ آپ ruling party میں ہیں۔ آپ لوگ خود اُسکی inquiry کریں۔ اگر کوئی گنجہ گار ہے تو اسکو سزا دے دیں چاہے جو بھی ہے۔ آپ سُن لیں نا۔ اگر آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** آپ مجھے سُن لیں نا۔ ہمارے MPA's ہیں۔ جو وزیر نہیں ہیں، جن کے پاس portfolio نہیں ہے۔ وہ ہیں ٹریشری نجی میں۔ لیکن MPA کی حیثیت سے انکا استحقاق ہے۔ وہ استحقاق، اسکے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم اس پر پھر بات کریں گے۔ یہ جو محرك ہے۔ یہ آج کی

تاریخ کے لئے جو آپ نے رکھی تھی، وہ اُس کا روایتی سے کیوں غائب ہے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ ایسا کریں، اس پر اگر گورنمنٹ کی طرف سے بولنا چاہتے ہیں تو بولیں۔ ہاں گورنمنٹ کی طرف سے بولیں آپ۔ اور اسکا ویسے استحقاق بتانہیں ہے کیونکہ وہ گورنمنٹ میں آپ لوگ ٹریئری پیپر میں ہیں اسکی آپ باقاعدہ قانون کے تحت inquiry کروائیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر! آپ کے لئے یہ نظرہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے کبھی گنہگاری کی ہے نہ ہم گنہگار ہیں۔ جو کچھ آپ لوگوں سے ہوا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** یہ قانون فیصلہ کریگا کہ کون گنہگار ہے نا۔ یہاں اسمبلی کے ممبران فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ اسکی انواری آپ کروا کے۔۔۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر! آپ سن لیں تو سہی۔ ایک خطاب ہوئی ہے، ایک غلطی ہوئی ہے۔ ایک چیز رکھی گئی تھی اور وہ آج نہیں ہے۔ انہوں نے ٹیبل نہیں کیا ہے۔ میں نے پہلے آپ سے کہا کہ یہ چیز کیوں نہیں ہے کس بنیاد پر؟ تو جناب اسپیکر! میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** پھر آپ اس پر اگر گورنمنٹ کی طرف سے بولنا چاہتے ہیں۔ پھر اگر مطمئن ہو گیا۔ پھر اسکو نمٹا دیتے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** میں آپ کو بتاتا ہوں جناب اسپیکر! میں اور کچھ نہیں کہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جو آپ کے rules ہیں۔ ہمارے اسٹاف کو آپ پابند کریں گے کہ وہ بھی، میں بھی اور اپوزیشن کے جو لوگ ہیں۔ سب کے سب rules کے مطابق جب بات کریں گے تو بات بن جائیگی۔ اور rules سے ہٹ کر جو بات کریں گے۔ یہ خواہ شات پر می ہو گی۔ دوستی میں ہم ایک دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے زمرک صاحب سے پہلے کہا ”کہ بابا! آپ کس قاعدے کے تحت؟“ آپ کہیں گے کہ point of order۔ آپ انکو اجازت دیں گے۔ وہ بولنا شروع کریں گے۔ مجھ سے کہیں گے کہ آپ کس قاعدے کے تحت بول رہے ہیں؟ جو موضوع زیر بحث ہے۔ میں کس قاعدے کے تحت اُس پر بات کر رہا ہوں۔ تو اتنی بات تھی۔ میں ابھی آپ سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ ان دونوں چیزوں کو رکھیں۔ یہاں ہمارے دوست اپوزیشن کے ہیں۔ انہوں نے بات رکھی ہے۔ میں اُس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

**قائد حزب اخلاق:** جناب اسپیکر! دو منٹ دے دیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مولانا صاحب کو دو منٹ دے دیں۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! میں زیارت وال صاحب اور حکومتی پیغام سے ایک مدبرانہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ جان چھڑانے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کی حکومت نا اہل حکومت، اور آپ کے law and order کا مسئلہ انتہائی تباہ ہے۔ اور آپ کی نا اہلی بھی سامنے ہیں۔ اگر آپ جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس تحریک استحقاق کو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کارروائی کے مطابق جو آپ کارکاراڈ ادھر table پر پڑا ہوا ہے۔ اسی میں تحریک التوانہ 1 اور 2۔ یہ بھی حکومت کی طرف سے آئی ہیں۔ اس طرح نہیں کہ صرف اپوزیشن کی طرف سے ہے۔ لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس پر کارروائی کر لیں۔ اگر وہ خومنواہ بہانے بناتے ہیں۔ اور ہمیں ادھر موقع نہیں ملتا۔ تو ہم جا کر ادھر لان میں بیٹھ کر اجلاس کرتے ہیں۔ یہ تمام حکومت کے جو سیاہ کارنا میں ہیں۔ اسکی جو نا اہلی ہے۔ جو law and order کا مسئلہ ہے۔ لوگ مر رہے ہیں۔ دھشتگردی ہے۔ یہ سب کچھ ادھر لا کیں گے۔ آپ فیصلہ کر لیں۔ ریکارڈ کے مطابق اسمبلی چلانا چاہتے ہیں یا زیارت وال کے rules کے مطابق؟ جب آپ کی بات بھی نہیں مانتے۔ جب آپ ruling دے دیں۔ وہ بھی نہیں مانتے ہیں۔ ریکارڈ بھی نہیں مانتے ہیں۔ تو پھر یہ بتائیں کہ اگر حکومت خومنواہ، کیونکہ انکو پتا ہے کہ انکے کیا کیا کارنا میں ہیں۔ تین مہینے میں کتنے لوگ قتل ہوئے؟ کتنے گھر تباہ ہوئے۔ کتنے لوگوں کا خون بھایا؟۔۔۔۔۔ (داخلت، آوازیں)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** تحریک استحقاق، ابھی اس طرح کرتے ہیں کہ اسکو کل کیلئے رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ (داخلت، شور)

**جناب عبدالرحمیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر میں point of order پر بات کرنا چاہوں گا آپ ذرا سُن لیں۔ جناب اسپیکر! میں نے کل بھی اور اس سے پہلے بھی باتیں اصولوں کے تحت گورنمنٹ کے تحت آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ ہم ذمہ دار لوگ ہیں۔ اور ہم نے ساری زندگی جو قربانیاں دی ہیں، وہ جمہوریت کی خاطر دی ہیں۔ ہم جب جیلوں میں گئے ہیں۔ میڈیا کے دوست یہاں بیٹھے ہیں۔ یہاں پر لیں کی ہمارے ان اکابرین نے ابتداء کی ہے۔ جو انگریز کے خلاف قومی تحریک کے لوگ تھے۔ استقلال اخبار کی حیثیت سے۔ وہاں پشاور میں باچا خان اور انکے دوستوں نے۔ تو جناب اسپیکر! اس دن سے ہم جمہوریت کیلئے، قوموں کے حقوق کیلئے۔ انسانی حقوق کیلئے ہماری جدوجہد رہی ہے۔ اس پر ہم کسی بھی انسان کو طعنہ دیتے ہیں نہ اس پر الزام لگاتے ہیں جناب اسپیکر! جمہوریت کے راستے میں آمریت کے ساتھ کون تھے۔ اور جمہوریت کیلئے کن لوگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ یہ تمام چیزیں اپنی جگہ پر۔ میں جناب اسپیکر! آپ کے سامنے بات رکھنا چاہتا ہوں کہ انسان میں برواشت کی قوت ہونی چاہیے۔ زمرک صاحب نے یہاں جو باتیں کیں۔ جناب اسپیکر! جس لمحے میں انہوں نے بات کی۔ میں اُسکی جمہوری لمحے کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن جناب اسپیکر! میرے ساتھ ذاتی طور پر

ہوا ہے۔ میں جب اپنی کلی میں اے این پی کو برداشت کرتا ہوں۔ اور یہ جب بھی میری کلی میں اپنے یونٹ کیلئے، سیاست کیلئے آتے ہیں میں برداشت کرتا ہوں۔ اگر ایک دن میں انکی کلی میں گیا تو آسمان نہیں گرتا۔ یہ برداشت کرنے کی چیزیں ہیں۔ میں اے این پی پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ لیکن میرے ساتھ ذلتی طور پر زمرک نے کیا ہے۔ اسکو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بہر حال یہ گزر رہا وقت ہے۔ میں نے آج تک انکے سامنے وہ بات نہیں رکھی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں جناب اسپیکر! یہ پورے حلقے میں ایکشن تھا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اس پر اگر کل بات ہوتو؟

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** میں آتا ہوں نا۔ پورے حلقے میں ایکشن تھا۔ گریبان میں میں جھانکنا چاہیے۔ ایماندار سے کہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اگر آج اس پر بحث۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** ایمانداری سے کہتا ہوں کہ ایک ذرہ کیلئے بھی ایکشن پر نظر انداز کیلئے۔۔۔ (مداخلت۔شور) اسکو بولیں کہ وہ سُن لیں۔ جب آپ بول رہے تھے تو ہم سُن رہے تھے۔ اب آپ سُن لیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** کل اسکو باقاعدہ اجلاس میں رکھ دیں گے نا۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** میں آپ کو بتاتا ہوں جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ اس حلقے میں، زمرک صاحب اور مولانا واسع بیٹھے ہیں۔ ایک آدمی کی، ایک منشیر کی، ایک شخص کی ذرہ برابر ایکشن پر اثر انداز ہونے کا کوئی ثبوت وہ مہیا کریں۔ اگر ایسے الزامات لگاتے ہیں۔ اور چیزوں کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ تو میں پھر یہ کہتا ہوں، مولانا صاحب نے جو باتیں کیں ”کہ سیاہ دوڑ رہے“، وہ سیاہ دوڑ گز رگیا جو سیاہ کارنامے تھے۔ جو corruption تھی۔ جن کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آج وہار بول۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** کل اس پر آپ تفصیلی بات کر لیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر! میں بات کرتا ہوں۔ point of order پر کھڑا ہوں۔ اسکا کو نہ سارستہ روکا ہے۔ مطلب یہ کہ ماحول کو خواجہ احمد خرا ب کرنا چاہتے ہیں۔ تو مسٹر میں ہر کوئی زبان رکھتا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** point of order پر ہیں مولانا صاحب! دو منٹ۔۔۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** کوئی کسی سے کم نہیں ہے جناب اسپیکر! میں point of order

پر بول رہا ہوں کسی کومورِ اذرا نہیں ٹھہرایا۔۔۔ (مداخلت۔شور) کسی کے خلاف بات نہیں کی۔ اب جب انکو برداشت نہیں ہے جناب اسپیکر! پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔  
جناب ڈپٹی اسپیکر: کل اس پر آپ تفصیلی بحث کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! میرے point of order کے درمیان کسی دوسرے کا point of order نہیں بتتا۔ پھر rule اٹھا کر دیکھ لیں جناب اسپیکر!  
جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اس point of order پر بعد میں تفصیلی بات کر لینا نا۔ اگر اس پر تفصیلی بات کرنی ہے تو کل اس پر کر لینا۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): کسی اور کا point of order نہیں بتتا۔ جب میں اپنی بات ختم کروں گا تو پھر اگلے کو آپ floor دیں۔ یہ جب برداشت نہیں کریں گے تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ تو جناب اسپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ذمہ دار سیاسی پارٹیوں کی حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو آگے میں نے رکھا ہوا ہے نال۔ آپ اس پر کل تفصیلی بحث کریں۔  
جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں اس پر نہیں جارہا ہوں۔ نہ استحقاق پر جارہا ہوں، نہ فلانے پر۔ آپ کے سامنے ابھی انہوں نے اذامات لگائے۔ ابھی میں انکا جواب بھی نہ دوں تو کیا کروں؟ یہ ذمہ دار حکومت ہے اور اسکے آپ اسپیکر ہیں۔ سُن لیں۔ قاعدے کے تحت جانا ہو گا ذمہ دار حکومت کی حیثیت سے آج تک۔ تین مہینے گزر گئے۔ دو مہینے سے میں وزیر ہوں۔ کوئی بھی شخص ہم پر ایک پائی ثابت کرے۔ اور میرے دوست پر سب ثابت ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی آگے بڑھاتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)  
جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): اب یہ چیختے چلانے سے تو نہیں ہو گا جناب اسپیکر! میں حکومت کے سیاہ کارنامے۔ کوئی سیاہ کارنامہ نہیں ہے۔ ہم نے ٹھیک طریقے سے یہ حکومت چلائی ہے۔ اور آگے بھی ذمہ داروں کی حیثیت سے چلانے کی کوشش کریں گے۔ آپ بیٹھ کر بات کرتے ہیں یہ اسمبلی ہے کوئی بیٹھ کر نہیں ہے میں اسمبلی میں کھڑا ہوں بیٹھ کر میں نہیں بیٹھا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر احمد اکار روائی شروع کر لیں۔ یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔  
جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی شروع کرتے ہیں، مہربانی زیارتوال صاحب! آپ بیٹھیں۔ مولانا صاحب! آپ بیٹھ جائیں زیارتوال صاحب بیٹھ گئے۔

**قائد حزب اختلاف:** ابھی ڈیڑھ بجے ہیں۔ پورے بلوج تان کا مسئلہ ہے۔ پورا بلوج تان جل رہا ہے یہ time ضائع کرتے ہیں جناب اسپیکر! یہ کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔ یہ بلوج تان کی نمائندہ حکومت نہیں ہے۔ یہ اپنی ذات کی حکومت ہے۔ اور حکومت نام کی کوئی چیز نہیں۔ کہتے ہیں کہ ذمہ دار ہے۔ ذمہ دار کدھر ہے؟ ذمہ داری اُس وقت کہتے کہ ایک اچھی حکومت ہوتی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اب بیٹھ گئے ہیں، آپ کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ پھر وہ اٹھ جائیں گے۔ نواب صاحب بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ (ماغلٹ۔شور) یہاں آپ direct کسی مبرکو وہ نہیں کر سکتے ہیں۔ مولانا صاحب بیٹھ جائیں ابھی ختم کریں۔ اُس پر بات کریں ناں آپ۔ آپ جب بحث پر آ جائیں گے تو وہ بھی بات کریں گے۔ نواب صاحب بات کریں گے point of order پر۔

**نواب محمد ایاز خان جو گیزی:** مولوی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جناب اسپیکر! I am sorry to say. اگر ہاؤس rules and regulations کے تحت چلو یہ ہنگامہ نہیں ہوگا۔ آج صحیح سے ہم نے جتنا time waste کیا ہے۔ سارے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی لیے آتے ہیں کہ ہم یہاں اپنا بندیادی مقصد حل کریں۔ لیکن ہم یہاں آ کر تقریباً ڈھانی گھنٹے اس کھینچا تانی میں ضائع کیئے کہ rules کیا ہیں۔ regulations کیا ہیں۔ کس کو حق پہلے ملتا چاہیے، تحریک اشتقاق پر پہلے بولنا چاہیے۔ اگر تحریک اشتقاق پر بھی بولنا تھا تو ruling main issue law and order ہے۔ دیتے بات ختم ہو جاتی۔ ہم مانتے ہیں اُس پر بات ہونی چاہیے۔ جو واقعہ، کیونکہ میں بات اس لیے کرتا ہوں کہ ہمارے محترم ممبر زمرک خان نے اپنے point of order میں دفعہ میرا نام لیا۔ میں آپکے توسط سے انکے نوٹس میں یا انکے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ایک پارٹی سے تعلق ہے۔ میں اُس پارٹی کا سیاسی ورکر ہوں۔ اور دوسرا طرف میری ایک قبائلی حیثیت ہے۔ جس میں respect کرتے ہیں، ہمارے علماء کرام صاحبان بھی کرتے ہیں۔ زمرک بھی کرتے ہیں۔ اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اور اُس حیثیت سے میں نے کبھی بھی یہ کو شش نہیں کی ہے کہ کافی سیاست کے ذریعے اُنکے tribe families میں مداخلت کروں۔ میرا کام یہ ہے کہ جہاں بھی مسائل ہوں۔ tribe distributes families ہوں۔ چاہے وہ tribes میں ہوں چاہے وہ tribes میں ہوں۔ میری ذمہ داری بتتی ہے کہ اُس مسئلے کو میں حل کراؤں۔ زمرک خان نے کہا ”کہ نواب صاحب کی ہم عزت اور احترام کرتے ہیں۔ اور وہ آتے ہیں ہمارے فلانے کے گھر جاتے ہیں اور میرے پاس نہیں آتے“، میں خود اپنی مرضی سے کسی کے گھر پر نہیں گیا ہوں۔ اگر کوئی مجھے invite کرتا ہے چاہے کیلئے یا وٹ دینے کیلئے یا کھانے پر

تو ہر پتوں کے گھر کو میں اپنا گھر سمجھتا ہوں میں اُنکے پاس جاتا ہوں۔ اگر زمرک خان مجھے invite کرتے تو میں ان کے گھر بھی جاتا۔ وہ کل مجھے invite کریں میں اُنکے پاس چلا جاتا ہوں۔ مولوی صاحب مجھے invite کریں میں چلا جاتا ہوں۔ یہ ہمارے قبائلی، ٹھیک ہے ہم سیاست کرتے ہیں، سیاست اپنی جگہ پر اور قبائلی مسئلے اپنی جگہ پر۔ اب یہ مسئلے پیش ہوا ہے۔ اس مسئلے کو آخر ہم نے جتنی بھی یہاں کھینچا تانی کریں۔ جتنی بھی ہم تحریک استحقاق اور فلاناں فلاناں کر کے۔ آخر ہمیں اس مسئلے کو قبائلی طریقے سے حل کرنا ہوگا۔ تو آپ مہربانی کریں جناب اسپیکر! کہ اس House کو in order کر کیں، rules کے تحت چلائیں اور سختی کریں۔ پہلے مجھ پر سختی کریں۔ اگر ہم اس طریقے سے باتیں کرتے رہیں گے، تو سارا اس میں دن ضائع ہو جائیگا۔ ایک ایک سیشن پر کتنا خرچ آتا ہے عوام کا۔ عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہیں وہ ایک تکلیف کا سامنا کر رہے ہیں۔ اور ہم آپس میں یہاں اس طریقے سے House چلا رہے ہیں جو قبل افسوس بات ہے۔ تو میں گزارش کرتا ہوں۔ میری request ہے اپنے بھائی سے، زمرک خان سے کہ ان مسئللوں کو ہم، اگر انہی مسئللوں میں ہم انجھر رہیں گے تو جو عوام کے کام ہیں، وہ ہم نہیں کر سکیں گے۔ ہر روز اسی سیشن میں یہی تماشہ ہونگے۔ ہم پیٹھ کر اس مسئلے کو، میں اُنکے پاس جانے کے لیئے تیار ہوں۔ ہم اُنکے ساتھ پیٹھ کریں یہ مسئلے حل کرالیتے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اپنے House کو مطابق rules کے مطابق چلاتے رہیں۔ اور یہ جو پورا دن، اگر آپ ruling دے دیتے۔ اور اس پر بات ہو جاتی۔ تو دو، تین بندے بول لیتے کوئی آسمان نہیں گرتا۔ وہ اپنا بھڑاس نکال لیتے مسئلہ حل ہو جاتا پھر اُسکے بعد ہم law and order پر بات کر لیتے۔ آج سارا دن، ابھی نماز کا time ہے سارا دن آپ نے ضائع کر دیا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نواب صاحب! یہ جو یہاں کا رروائی رکھی ہوئی ہے، وہ rule کے تحت کی گئی ہے زیارت وال صاحب بحث میں جا رہے تھے۔ تو یہاں موقف اور بحث ہے۔ یہ دو علیحدہ چیزیں تھیں۔ تو آپ کی بات صحیح ہے کہ اسمبلی کا جو writ ہے اسمبلی کا جو استحقاق ہے وہ ہم لوگ رکھیں اور اسمبلی کی جو ہماری روایات ہیں کہ یہاں محبت اور بھائی چارہ ہوتا ہے۔ اور آپ نے اچھی باتیں کیں کہ یہ قبائلی چیزیں ہیں۔ قبائلی طریقے سے ہم نے حل بھی کرنے ہیں اور حل بھی ہوئے ہیں۔ بہت بڑے بڑے مسئلے حل ہوئے ہیں یہ تو ایک چھوٹا مسئلہ ہے۔ لیکن یہ ویسے استحقاق بتا بھی نہیں ہے کیونکہ وہ گورنمنٹ میں رہتے ہوئے۔ تو استحقاق نمبر 1 اور 2 کو ہم کل کی کارروائی میں رکھ دیں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! کسی بھی کارروائی کے آغاز سے ایک گھنٹہ پہلے

آپ کے پاس جمع کروائیں گے۔ rules پڑے ہوئے ہیں آپ انکو follow کریں۔ اس طریقے سے تو آپ اسکو build one کریں۔ بات یہ ہے کہ طریقے سے اسکو لانا ہوگا اور اس طریقے سے اسکو رکھنا ہوگا۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر صاحب! نواب صاحب نے جوبات کی قتل تو ہوا ہے، وہاں پیر علی زینی میں ایک بندہ قتل ہو گیا ظفر اللہ اس کا نام تھا۔ لیکن اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے جیسے نواب صاحب نے کہا کہ اگر ہم تحریک استحقاق میں اس طرح کرتے ہیں تو یہ مسئلہ بھی تو پھر ہم نے حل کرنا ہے۔ یا کسی دیہی علاقے کے لوگوں نے یہی بلوج پشتوں نے حل کرنا ہے۔ جو بھی ہو تو آخر کسی مسئلے کا حل ہو۔ اگر یہ مسئلہ زیارتوال یہ بیحثتے ہیں کہ اس تحریک استحقاق کو اتنا ختم لگا کر کے کہ پھر کوئی قریب نہ آجائے۔ تو پھر یہ نسم اللہ کر لیں تاکہ آئندہ اسکے لئے نواب صاحب یا ڈاکٹر مالک یا نواب شاہوائی صاحب کو شش کریں گے۔ جو بھی اتنے لئے، زیارتوال خود کو شش کریں گے۔ دوسرے کو شش کریں گے۔ تو اگر مسئلے کا حل یہ ہے اور یہ پشتوں اور بلوج روایات کے مطابق ہوتا ہے کہ آپ اسکو ادھر ختم لگا کے تاکہ پھر ایک دوسرے کو آپ قریب بھی نہیں لاسکتے۔ تو تحریک استحقاق کو چلنے دیں۔ ہم بیٹھ جائیں گے نہیں بیٹھتے ہیں تو ہم یہ ختم برداشت نہیں کر سکتے۔ نمک پاشی کا کام نہیں کرتے ہیں تو نکل جائیں گے۔ اگر زیارتوال صاحب مزید اس پر نمک ڈالنا چاہتے ہیں تو ڈالتے رہیں اگر نہ ہو تو جیسے نواب صاحب نے جوبات کی کارروائی کی تو شروع کر لیں۔ کوئی تحریک استحقاق ادھر نہیں ہوتی نہ کسی کا استحقاق ہے کہ جو شخص قتل ہوا ہے۔ نواب صاحب نے بات کر لی فیصلہ کرتے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! اس case سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولانا آگ پر تیل ڈال رہے ہیں اور یہ چیزیں دوسروں کے گلے میں fit کر رہے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** بس کارروائی کو آگے چلاتے ہیں نا۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** ہم قبائلی لوگ ہیں۔ پشتوں روایات کے تحت جو بھی ہیں، ہم ذمہ داری لینے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن اس سے قبل مولانا کی باتیں۔ یہ تو گھر میں کسی بچے کو در غلامیں۔ ہم سیاست کیلئے یہاں آئے ہیں۔ ہم در غلانے والے لوگ نہیں ہیں کہ کوئی ہمیں در غلامیں۔ چیزوں کو ہم سمجھتے ہیں جو کچھ ہوا ہے خدا کیلئے نواب صاحب جو کچھ کہہ رہا ہوں قائد ایوان جو کچھ کہہ رہے ہیں طریقے سے اسکو ہم نے لے جانا ہے بار بار ہم نے یہ چیزیں نہیں کرنی ہیں۔ ہم طریقے سے جارہے ہیں۔ آپ سے کہتے ہیں اُن سے نہیں کہ یہ اپنے rules کو پڑھیں ایک گھنٹہ پہلے اسمبلی کے آغاز سے پہلے table ہونی چاہیے۔ ابھی آپ اس طریقے سے کرتے ہیں۔ اگر آپ کو ایسے کوئی اختیارات حاصل ہیں پھر آپ کریں۔

جناب اپیکر! اگر حاصل نہیں ہیں تو اسکو آپ نہیں لاسکتے۔ کل وہ جا کے جمع کریں کارروائی میں آ جائیگی۔ ابھی اس طریقے سے تو نہیں ہے rules یہ کہتے ہیں اور آپ کچھ اور کہتے ہیں۔ انکو کیا حق پہنچتا ہے میں تو آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اپیکر: زیارت وال صاحب! آپ بیٹھ جائیں نا۔ آپ chair سے نہیں کہہ سکتے۔ آپ بیٹھ جائیں نا مہربانی۔ جو rules آپ کہہ رہے ہیں اسی میں یہ ہے کہ آپ ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ پہلے office میں اسکو دے سکتے ہیں۔ اپیکر کا استحقاق ہے کہ وہ جب بھی table کریں اُسکی اتنی power ہے وہ کسی چیز کو table کر سکتے ہیں۔ تو یہ ہماری اُسمیں، ہم نے اسکو میرے خیال میں دیا ہے کہ وہ table کر دی ہے۔ تو یہ دونوں کارروائی کل کیلئے رکھ دیتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر): جناب اپیکر! اسکو کل کیلئے رکھ دیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اگلی کارروائی پر چلتے ہیں۔ مفتی گلاب صاحب! آپ مورخہ 24 اگست 2013ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ تحریک التوانہ 3 پیش کریں۔

### تحریک التوانہ 3

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** میں اسی میں کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ”ژوب کے علاقہ کستوئی کلی باورمند میں ہیضے کی وبا پھوٹنے سے وہاں کے رہائشی سید محمد جاں بحق جبکہ سینکڑوں افراد اس سے متاثر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حالیہ سیالاب سے بلوجستان کے مختلف علاقوں میں بھی ہیضے کی وبا پھیلنے کا خدشہ ہے۔ (اخباری تراشہ مسلک ہے)“ لہذا اسی میں کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی تحریک کی موزوںیت کی وضاحت فرمائیں گے؟

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اپیکر صاحب! ژوب اور ضلع شیرانی میں برسات کے موسم میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں، جب بھی برسات کا موسم آتا ہے تو اس وقت وہاں ہیضے کی وبا پھیل جاتی ہے۔ اور اب بھی حالیہ بارشوں میں ہیضے کی وبا پھیل چکی ہے اور وہاں سینکڑوں افراد متاثر ہو چکے ہیں۔ سید محمد نامی شخص اسی کی وجہ سے ہلاک ہو چکا ہے۔ اور جہاں بھی، پورے بلوجستان میں سیالاب آتے ہیں وہاں بھی ہیضے کی وبا ہمیشہ معمول کی بات یہی ہے کہ پھیل جاتی ہے۔ لہذا میں ڈاکٹر ماںک صاحب سے آپکے توسط سے یہی request کروں گا کہ وہ جہاں بھی ہیضے کی وبا پھیل چکی ہے یا پھیلنے کا خطرہ ہے قبل از وقوع اس مرض کیلئے وہاں حفاظتی اقدامات فوری

طور پر اٹھائیں۔ اور اس کا حکم صادر فرمائیں۔ ثوب کے دو دراز علاقوں میں تقریباً تین، چار گھنٹے کی مسافت پر۔ جب کوئی ہیضے کے مرض میں بنتا ہوتا ہے تو ہاں سے اسکو شہر تک لانے میں اُسکی پوری energy ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ زندگی اور موت کے درمیان اسی کشکش میں ہوتا ہے۔ اور ہاں اتنی سہولیات نہیں ہیں۔ جو ہسپتال ہے وہ اتنا بڑا DHQ ہسپتال نہیں ہے کہ وہ پوری آبادی کو ایک ہی حال میں control کرے۔ بلکہ ہاں ہسپتال میں ادویات آبادی کی نسبت کم ہوتی ہیں۔ اور ہاں لوگوں کو حفاظتی ٹیکہ جات آسانی سے نہیں ملتے۔ اس وجہ سے سینکڑوں افراد متاثر ہو رہے ہیں۔ اور اسی مرض کی وجہ سے بہت زیادہ لوگ مر رہے ہیں جس کا اخباروں میں ابھی تک آ رہے ہیں۔ اور جو لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں وہ بھی مر جاتے ہیں لیکن ان بیچاروں کا میدیا تک رسنہ نہیں ہے۔ کہ وہ میدیا تک اپنی مشکلات پہنچائیں۔ لہذا جناب اپیکٹر صاحب! اس اہم اور عوامی نویعت کے مسئلے پر تمام اراکین بحث کریں اور اسکے لیے فوری طور پر اقدامات اٹھائے جائیں۔ بہت شکر یہ۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** قابل احترام معزز رکن کی تحریک کو appreciate کرتا ہوں اور چونکہ یہ آپ صحیح کہتے ہیں کہ ہماری بُقْسَتی ہے کہ ہمارے ہاں صحت اور صفائی کا جو مر وجہ طریقہ ہے وہ موجود نہیں ہے۔ اور یہ بھی ہماری بُقْسَتی ہے کہ کہیں hospital نہیں ہے اور کہیں اگر hospital ہے تو ہاں ڈاکٹر نہیں ہے۔ اور اگر کہیں ڈاکٹر ہے تو ہاں دوائیاں نہیں ہیں۔ میں اس floor کے حوالے سے، چونکہ ہمارے پاس time نہیں ہے لیکن میں نے کہا تھا کہ دو دن ہم ہیلٹھ اور ابجیکشن پر رکھ کے۔۔۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکٹر:** جی 30 تاریخ میرے خیال میں ہیلٹھ پر بحث کیلئے رکھی ہے۔

**قائد ایوان:** جی ہاں۔ تاکہ ہم اس پر جتنے معزز اراکین ہیں وہ اپنا put in دے دیں۔ اُسکی روشنی میں کابینہ اپنی ایک پالیسی بنائیگی اور وہ پالیسی پھر سب کیلئے قابل قبول ہوگی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم سب cooperate نہیں کریں گے ہم اپنے ڈاکٹر زاپنے ٹیچر ز اور جو ہمارے دوسراe مکھموں کے ملازمین ہیں انکو دفتروں میں نہیں لاسکتے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اسکا نوٹ لیتا ہوں اور سیکرٹری ہیلٹھ سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ پیش کریں۔ اسکے بعد، میری گزارش ہے کہ وہ تحریک پر زور نہ دیں۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** مُفتی گلاب صاحب نے جو تحریک التواپیش کی ہے اسے میں تھوڑا سا addition ہونا چاہیئے کیونکہ بارکھاں، مسوی خیل اور کوہلو یہ مون سون کے range میں ہیں۔ تو جب بھی بارشیں ہوتی ہیں ایک تو سیالاب کی صورت میں۔ میری سیکرٹری ہیلٹھ سے کل میئنگ ہوئی تھی جناب اپیکٹر! آپکے ہی دفتر میں۔

تو وہاں سانپ کے ڈنے سے کافی اموات ہوتی ہیں۔ سیکرٹری ہیلتھ کی بڑی مہربانی کہ ہمارے ڈپٹی کمشنر انکے پاس آئے تھے اور انہوں نے پچاس عدد snake bite anti snake bite کے آجگشنس دیئے تھے۔ تو وہ ناکافی ہیں۔ ہم جب متاثر ہوتے ہیں تو وہاں ایف سی اور ادھر سے لوگ آتے ہیں۔ ان کو تین چار ہزار روپے فی یونکہ ملتے ہیں اور وہاں کے سانپ اتنے زہر لیلے ہوتے ہیں کہ ایک مریض کو آٹھ سے دس ٹیکے لگانے پڑتے ہیں۔ تو آسمیں تھوڑا سا addition ہو کہ ہیضہ اور anti snake bite کے ٹیکے اُسمیں شامل کیتے جائیں۔

**قائد ایوان:** اجب اہڑی، سبی اور ڈیرہ گلی میں واقع ہوا۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ جلدی anti snake venom unfortunately جھوادیں۔ میں جانتا ہوں بحثیت ڈاکٹر کو اسکو کتنی جلدی ہے۔ لیکن anti snake venom جو ہے، جس چیز سے بنتا ہے، وہ انڈیا سے آتا ہے۔ اور اس وقت اسکی shortage ہے، due to so many reasons. وہاں جو manufacturing ہے، وہ آئے کم۔ پھر کل، پرسو ہم نے پھر tackle کیا، تو شاید چھروہ agreement ہو چکا ہے۔ وہ یہاں پاکستان میں نہیں، وہ جو manufacturing ہے، وہ کم ہوئی ہے۔ تو چار، پانچ دن پہلے جو میں نے بات کی، تو انہوں نے کہا کہ وہ agreement ہو گیا ہے۔ اب اسکی shortage نہیں ہو گی۔ انشاء اللہ، ہم کو شکر یہ نتائج کے ہمتاں میں یہ پہنچا دیں۔ اور اسکا ایک reason یہی تھا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی مہربانی۔ تحریک التوانہ نمبر 3 کا تعلق روزمرہ کے معنوں کے واقعات سے متعلق ہونے کے علاوہ، مورخہ 30 اگست 2013ء کے اجلاس میں محکمہ صحت سے متعلق معاملات زیر بحث لانا پہلے سے حکومت کے ایجنسی میں شامل ہے۔ لہذا محکم کا یہ معاملہ اُس بحث میں زیر غور لا گئیں۔ تحریک نمائی جاتی ہے۔ مورخہ 19 اگست 2013ء کے اجلاس میں باضابطہ شدہ اور مورخہ 24 اگست 2013ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ تحریک التوانہ نمبر 1 اور اسیں کلپ شدہ تحریک التوانہ 2 پر دو گھنٹے عام بحث۔ اگر کوئی اس پر بولنا چاہتے ہیں تو اپنے نام یہاں بھیج دیں۔

**جناب منظور احمد خان کا کثر:** point of order. 21 اگست 2013ء کے جنگ اخبار میں کنٹونمنٹ بورڈ کے حوالے سے، ”اطلاع عام“، ”کنٹونمنٹ بورڈ کچھ زمینیں جو علاقے کے آباد اجداد کی ہیں۔ جیسا ہند اُرک، سرہ غرگئی اور چشمہ کی زمینیں پہلے بھی آرمی والوں نے defence purposes کیلئے

لی تھیں۔ جو کہ اب تک defence purposes کیلئے وہاں کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ نہ اُس کے لئے انہوں نے استعمال کیں۔ جناب اپیکر! وہاں رہائشی اسکیم اور پلنک پوانٹ بنائے گئے ہیں۔ ہنہ اُڑک کے حوالے سے میں بات کروں گا، جیسا کہ ہنہ اُڑک کے پنک پوانٹ کے حوالے سے آرمی والوں نے وہاں کچھ جگہ بنائی ہے۔ اور گیٹ پر لوگوں سے پیسے لیتے ہیں، لوگ ٹکٹ لے کے اندر جاتے ہیں۔ اسی طرح جھیل کے حوالے سے جھیل کی زمین یا سین زمی قوم کی ملکیت ہے۔ انہوں نے defence purpose کیلئے میں پیسے زمین acquire کی۔ اور وہاں ابھی ہاؤسنگ اسکیم بنائی گئی ہے اور لوگوں کے پنک پوانٹ ہیں۔ پیسے collect کرتے تھے ویلفیر کے حوالے سے۔ لیکن وہ پیسے کہاں جاتے ہیں؟ یہ کسی کو بھی معلوم نہیں جناب اپیکر! اور اب دوبارہ جو میں نے اخبار کے حوالے سے بات کی، 21 اگست۔ اب دوبارہ انہوں نے ایک اور نوٹیفیکیشن جاری کر دیا ہے، ساڑھے آٹھ ہزار ایکٹر زمین acquire کر رہے ہیں، جو وہاں بازی کا سی اور مختلف قویں رہتی ہیں، انکی آباء و اجداد کی ملکیت ہیں۔ اور جناب اپیکر! میں اُس حوالے سے آپکے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ زرغون ہاؤسنگ اسکیم، لیبر کالونی 1، لیبر کالونی 2، بیشرا باد ہاؤسنگ اسکیم، زیارت ٹاؤن، سرہ خلہ، سرہ غڑائی، کلی ملاخیل، کلی ناصران اور واپڈا کالونی جناب اپیکر! اب اگر یہ زمین انکی acquire کر لیتے ہیں۔ اور پھر یہ لوگ جن کے آباء و اجداد کی زمین ہے اور وہی میں پیسے کے حساب سے ہو گی۔ اور پھر جہاں جو یہ رہ رہے ہیں، یہ پھر کنٹومنٹ بورڈ سے NOC لینا پڑیگا، اگر ایک اینٹ بھی ہم لگائیں گے تو اس کے لئے بھی ہم اتنے پاس جائیں گے انکو درخواست دیں گے۔ جناب اپیکر! پہلے سے ہی کوئی شہر کنٹومنٹ بورڈ نے آدھا لیا ہوا ہے۔ اب لوگوں کی آباء و اجداد کی زمینیں ہیں، اب یہ بھی acquire کرنا چاہتے ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ آپ کا اغیرگ نوصار، جہاں ائیر فورس والوں نے بھی وہ زمین acquire کرنے کی کوشش کی ہے، وہاں کے جو معتبرین ہیں، انہوں نے گورنر صاحب سے رجوع کیا ہے۔ اور گورنر صاحب ان سے اسی بات پر negotiation کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! میں آپ سے اسی ایوان کے توسط سے ہمارے قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو کارروائی ہے، جو کنٹومنٹ بورڈ کے حوالے سے ہے، اسکو روکا جائے۔ اور جہاں لوگوں کی زمینیں ہیں، یہ دوبارہ انہی لوگوں کو دیجئے جائیں۔

**قائد ایوان:** جناب اپیکر! میں معزز رکن کا انتہائی مختکر ہوں کہ وہ عوامی مسائل کو اولیت دے کر point of order پر اٹھایا ہے، میں اپنے معزز رکن کی سربراہی میں، اسکو اس اسٹبلی کے حوالے سے، گورنمنٹ کے حوالے سے، یہ اسکو ذمہ داری دیتے ہیں کہ وہ جا کر ریونبو بورڈ والوں سے بیٹھ کے اور جو عام آدمی

کی زمین ہے، اسکو اونے پونے داموں میں بیچنے سے روکے۔ اور اگر ضرورت پڑی تو کنٹونمنٹ بورڈ والے جو ذمہ دار ہیں ان سے بھی گورنمنٹ بات کریں گی۔ تاکہ ہم اپنے لوگوں کو تحفظ دے سکیں۔ میں اپنے معزز رکن سے یہ کہتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لے کر ریونیوڈ پارٹمنٹ کے ساتھ مل کر اسکو آگے بڑھائیں۔

**جناب عبدالجید خان اچھزئی:** ڈاکٹر صاحب! آپکے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں، 2004ء کی اسمبلی میں یہ pass ہوا ہے، جو ہزاروں ایکٹر زمین انہوں نے خریدی ہے اُسکی payment بھی نہیں کی ہے۔ already کوئی شہر % 80 آرمی کے پاس ہے اور % 20 پر ہم لوگ 27 لاکھ کے قریب آبادی رہتی ہے۔ اور 80% پر صرف 26 سے 30 ہزار لوگ رہتے ہیں۔ وہاں پارک ہیں۔ گالف کلب ہیں۔ وجہیں ہیں۔ جو کوئی شہر کو پانی دیتے ہیں۔ ان پر آرمی کا قبضہ ہے۔ ابھی یہ باقی زمین لے رہے ہیں۔ اُس کے ساتھ انہوں نے دوسرا بائی پاس بنایا ہوا ہے۔ اور پھر وہاں دوسو، تین سو سال سے رہنے والے لوگوں کو نوٹس دیئے ہیں کہ آپ لوگ یہ علاقے خالی کر دیں۔ ہم اسکو بلیلی میں جو آرمی کا قلعہ ہے اُسی میں اسکو add کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی تقریباً 30 ہزار سے زیادہ ایکٹر والی زمین ہے۔ یہاں بھی یہ لوگ encroachment کر رہے ہیں۔

بھی نہیں کر رہے ہیں۔ کسی کو چھوڑنہیں رہے ہیں۔ ابھی ان علاقوں کو یہ لوگ کنٹونمنٹ بورڈ میں شامل کر رہے ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ کی حالت تو آپ نے دیکھی ہے کہ ایک ایم پی اے بھی وہاں نہیں جا سکتا۔ مطلب وہاں ایم پی اے کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور جن کے پچ کنٹونمنٹ بورڈ میں پڑھتے ہیں آپ انکا پوچھ لیں اُنکی کیا حالت ہے۔ مطلب خالی یا آرمی کیلئے کوئی شہر تو نہیں ہے نہ یہ ملک آرمی کیلئے بنایا ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ ہی جناب اپنے CM صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُنکے knowledge میں لا کنیگے، پچھلی گورنمنٹ میں ایک بڑا اڈرامہ ہوا ہے۔ ہمہ جھیل سے لیکر بلیلی تک لوگوں سے مفت زمینیں آٹھا نے یا ایک روپے کے حساب سے خریدی گئی ہیں۔ اور پھر اسکے اوپر گورنمنٹ میں موجود منстроں نے چھ چھ، یاسات سات سو ایکٹر زمین خریدی ہیں۔ اور ہاؤسنگ اسکیمیں بنائی ہیں۔ اور پھر یہاں 1 ارب 80 کروڑ یا 1 ارب 90 کروڑ روپے کی روڈ انہوں نے نکالی ہے۔ جب آپ نے نیا شہر آباد کرنا ہے۔ تو پرانے شہر کی حالت کیا ہوگی۔ آپ ریونیو کا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں کہ ان پانچ سالوں میں کتنی زمینیں خریدی گئی ہیں۔ کوئی شہر، پشتوں آباد جس کی آبادی دس لاکھ کے قریب ہے۔ وہاں بوانہ ہائی سکول ہے نہ گرلنہائی سکول۔ نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی روڈ ہے۔ کوئی شہر کی یہ حالت ہے اور زمین خریدنے اور دوسرا شہر آباد کرنے کیلئے اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ آپ جا کر کے دیکھ لیں۔ CM صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ریونیوڈ پارٹمنٹ سے یہ ریکارڈ منگوالیں کہ یہ نیا بائی پاس

جو بنا ہے اسکی زمینیں کس نے خریدی ہیں؟ کس نام سے اور یہ ہاؤسنگ اسکیمیں کس نے بنائی ہیں؟ آئیک طرف 27 لاکھ کی آبادی بیٹھی ہوئی ہے، پینے کا پانی نہیں ہے۔ دوسرا طرف نئی اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔ پانچ پانچ روپے، دس دس روپے ایک ایک فٹ زمین خریدی گئی ہے۔ جس کی قیمت آج ایک ہزار روپے ہے۔ پہلے کوئی شہر کو ٹھیک کرنا چاہیے اسکے بعد ہم نے دوسرا شہر آباد کرنا ہے۔ اور اُسیں ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم اُس سے بات کریں گے اور منظور صاحب بھی بات کریں گے اُس پر۔ اُسیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پہلے جو زمینیں آرمی والوں نے acquire کی ہیں ابھی تک انکی payment بھی نہیں ہوئی ہے۔ تو یہ سارا معاملہ دیکھ لیں اور اسکے اوپر ایک مینگ کر لیں آرمی والوں کے ساتھ۔ مطلب لوگ راضی نہیں ہیں زمین دینے کیلئے۔ یہ آرمی والے لوگوں کے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں۔

Thank you

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی جعفر صاحب۔

**شیخ جعفر خان مندوخیل:** جناب اسپیکر! آپ adjournment motion پر بات کریں۔ وہ جب تک ختم نہیں ہوگی، کوئی اور کارروائی کس طرح اُسمیں clip ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے اُس سے اہم مسئلے ہونگے۔ لیکن اسکے law and order کے اوپر آپ نے بحث شروع کروادی ہے۔ کہ وہ ایک بار complete ہو جائے۔ معزز ممبران کو حق ہے کہ وہ بولیں۔ لیکن rules کے مطابق یہ ہے کہ جس issue کو آپ زیر بحث لائیں گے جب وہ ختم ہو جائے اسکے بعد کوئی new issue، معزز ممبران کا حق ہے کہ وہ عوامی مسائل کے متعلق لاسکتے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صومائی وزیر):** جناب اسپیکر صاحب! جیسے منظور صاحب نے کہا میں اُس حوالے سے بولنا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے جناب اسپیکر! ہندہ اڑک کا جو پانی ہے انگریز کے ساتھ ایک معاهدے کے تحت چھاؤنی کو دیا گیا ہے۔ اور ہندہ اڑک سے اب زبردستی آرمی والے جارہے ہیں۔ اس معاملے کا بھی جائزہ لیں۔ مولانا صاحب تھوڑی تسلی کر لیں۔ اسکا بھی جائزہ لیں۔ ہندہ اڑک کا پانی باغات کیلئے ہے۔ وہ سارا پانی زبردستی چھاؤنی لانا پاہتے ہیں جس کی ہم مخالفت کرتے ہیں۔ اور یہ کام غلط ہے۔ اور انگریز کے ساتھ طے شدہ معاهدے کے تحت جتنا پانی ہے اور جو فوج کی مقدار ہے وہ انکو دیں گے۔ باقی ہندہ کے جو لوگ ہیں وہ اسکے مالک ہیں۔ اور یہ انکی سرزی میں ہے۔ تو یہ بھی اسکے ساتھ include ہو۔ اور اس پر بھی وہ بعد میں بات کریں اور اسکو آگے لے جائیں۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیارتوال صاحب! بھی تحریک التوا نمبر 1 اور 2 پر بحث ہے۔ تو آپ ایسا کریں۔

اگر اس طرح کوئی معاملہ ہے پھر اسکے لئے آپ ایسا کریں، جس پر بحث ہے kindly اُس پر آجائیں۔ اگر کوئی چیز ہے آپ اس چیز میں دے دیں، اُسکو کارروائی میں شامل کریں گے۔ بابت اللہ! آپ اس پر اسپیکر چیز میں دے دیں، ہم اسکو اگلے کارروائی میں شامل کر لیں گے۔۔۔ (مداخلت) ابھی جو بحث ہے وہ امن و امان کے سلسلے میں ہے۔ تو آپ بھی بات کریں گے یا کوئی اور بات کریگا نہ۔ اس طرح یہ ہے کہ اسمبلی کو اپنے طریقے سے چلنے دیں، آپ لوگ۔۔۔ (مداخلت) آپکے بولنے سے اس طرح کوئی نہیں ہوگا۔ بابت بھائی! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** point of order گزارش یہ ہے کہ نماز کیلئے وقفہ کر دیں۔ اور جو کوئی شوگر کام ریض ہو گا وہ جا کے پکوڑے کھائیں تو fresh ہو کے آ جائیں۔ پھر توتاہ ہو کے تین بجے رکھیں۔ fresh نہیں ہے دیکھیں حاجی گل محمد صاحب اور حبیم جان غصہ ہو رہے ہیں۔ ابھی بابت اللہ! شروع ہو جائیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نہیں نہیں۔

**شیخ جعفر خان مندوخیل:** جناب اسپیکر! میری آپ سے request ہے کہ آپ اسمبلی کو rules کے مطابق جو اُس میں آرڈر ہے، چلاں۔ لیکن قاعدے ایک ترتیب کے مطابق۔ بغیر قاعدے اور بغیر ترتیب کے چلیں گے تو اسمبلی کی اپنی افادیت بھی ختم ہو جائیگی اور یہ کبھی ناختم ہونے والا ایک معاملہ بن جائیگا۔ پھر ہیاتھ کے اوپر بحث ہو سکے گی نہ law and order کے اوپر۔ تمام ممبران صاحبان کو بے شک حق ہے۔ کہ عوامی نوعیت کے جو مسئلے آئے ہیں، یہ سب اہمیت والے ہیں۔ لیکن ایک ترتیب سے اگر چلاں میں تو وہ بہتر چل سکتی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ایسے کرتے ہیں، نماز کیلئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کرتے ہیں۔ اسکے بعد آ کے اُسکے اوپر بحث کریں گے۔ ایک گھنٹے کیلئے وقفہ کرتے ہیں۔ تین بجے دوبارہ اسمبلی کی کارروائی شروع ہو گی۔

(اسمبلی کی کارروائی دوبارہ 3 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر، میر عبدالقدوس بن ججو، شروع ہوئی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** لسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم۔ معزز ارکین اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں تاکہ کارروائی کا باقاعدہ آغاز کیا جائے۔ تحریک التوانہ 1 اور 2 پر دو گھنٹے بحث کیلئے، جعفر خان مندوخیل صاحب! اگر اس پر بات کرنا چاہیں۔

**شیخ جعفر خان مندوخیل:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ جناب اپسیکر! law and order! law and order جو تحریک التوا آئی ہے اور بحث بھی ہوئی ہے۔ ویسے بھی حکومت کا اپنا ایک پروگرام تھا کہ یہ law and order کے اوپر اسیبلی میں سیر حاصل بحث کریں گے اور پھر وہاں جو تباہیز پر عمل کر کے کوئی policy بنائی جائے۔ کیونکہ تمام اسیبلیوں میں اپوزیشن بھی ہوگی اور حکومت بھی، یہ تمام۔ تو definitely اس وقت ہم بجائے زیادہ تنقید کرنے کی، وہ تو سارا جن کو معلوم ہے law and order۔ اگر کوئی اسکو تنقید کا ذریعہ بنائے، تو کل تک تنقید کرتے رہیں تو میرے خیال میں کم ہے۔ لیکن بہتر یہ ہوگا، آج پہلے میں اس وجہ سے اٹھا کہ ہم آج اس پر بحث کریں گے۔ ٹھیک ہے اُسکی root cause بھی بتا دیں۔ جو as a C.M. ہم لوگوں کی responsibility بنتی ہے۔ اور as a C.M. جوڑا کثر صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ ہم سب کی جو ذمہ داری بنتی ہے یا بحیثیت بلوچستانی جو سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اُسکی طرف بھی ہم لوگ بنیادی توجہ دے دیں اور تجویز دیں۔ اور انہی تباہیز میں سے ہم لوگ عمل کر کے، شاید اُس سے کوئی بہتری آسکے۔ آج کا مقصد یہ تھا۔ کیونکہ basically ہر وقت پورا کریٹ کے ایک عمل کے اوپر چنانیا ایک لکیر کے اوپر چنان بعض وقت کامیابی کا باعث نہیں بنتا۔ عوامی نمائندے ہیں، ہر علاقے سے آئے ہیں۔ میرے خیال بلوچستان کا کوئی بھی حلقہ نہیں ہے۔ میرا خیال نہیں بلکہ confirm ہے کہ کوئی بھی حلقہ نہیں ہے کہ جدھر سے لوگ نہیں آئے ہوں۔ لہذا ہر ایک اپنے علاقے کی بھی تھوڑی بہت صورتحال بتا دے گا۔ picture بتا دیں گے۔ پھر تباہیز بھی پیش کریں گے۔ امن و امان اگر دیکھا جائے تو پچھلے چھ سال تو اتر سے بہت زیادہ خرابی آ رہی ہے۔ کچھ مذہبی رجعت پسندی یا sectarianism کا کہہ دیں۔ اُسکی وجہ سے بڑی خرابی ہوئی ہے کہ جس میں اُنٹرنشنل طاقتیں پڑی ہوئی ہیں۔ صاف کہوں گا اُنکا game ہے۔ اور میدان جنگ انہوں نے ہمارے صوبہ اور ہمارے شہر کو بنایا ہوا ہے۔ خدا کیلئے تم لوگوں کے اپنے بڑے بڑے ملک ہیں۔ اس لڑائی کو وہاں shift کرو۔ اگر لڑنا ہے تو وہاں آبادی بھی زیادہ ہے۔ یہاں شیعہ غریب کی آبادی بھی بہت کم ہے۔ اگر اسکو مارنا شروع کر دیں تو وہ مقابلہ بھی نہیں کر سکیں گے۔ تو لہذا لڑائی کیوں after Iran انقلاب جو ہے، basic lay ہر انقلاب جو ہے export ہوتا ہے ایک جگہ پر نہیں رکتا۔ اسکے اثرات شام، لبنان اور دیگر عرب ملکوں میں آنے لگے ہیں، عراق میں ایک شیعہ گورنمنٹ آئی۔ انہوں نے یہ کر لیا کہ انکو اس چیز میں مبتلا کر دیا ہے کہ بھی شیعہ، سینی کی لڑائی شروع کر دو۔ تا کہ یہ ایک ہی کبھی نہ ہو سکیں۔ انقلاب تو آگے export ہونے کی کوئی بات نہیں ہے basic ادھر سے ہوا۔ ایک گروپ پیدا ہوا اسکو فنڈنگ کر رہے ہیں کچھ ممالک، سعودی

وغیرہ۔ دوسرا گروپ جو پیدا ہوا۔ انکو بھی پیدا کیا گیا۔ وہ بھی ایسا مظلوم نہیں ہے۔ آج مظلوم ہوں گے۔ لیکن ایران گورنمنٹ نے بھی ہمارے اس خطے میں پوری دلچسپی لی۔ وہ بھی سب کے سامنے ہے ایسے کسی کو معاف نہیں کرنا چاہئے۔ تاریخ اپنے آپکو نہیں بدلتی۔ تو یہ جو بناء ہے اُس نے یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ آج کل کوئی بھی آدمی کسی روڈ پر اپنے آپ کو۔ پھر ایسی تحریکوں میں جرائم پیشہ بھی آ کر کے اپنی پناہ گاہ بنالیتے ہیں۔ اس میں بدی دار لوگ بھی آ کر کے بدمعاش لوگ لا کر کے وہ بھی اپنی پناہ گاہ بنالیتے ہیں۔ اور انکو use کرتے ہیں۔ اور انکو as a shelter استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ بھی اسیں شروع ہو گیا۔ ایک تو یہ ہے، دوسرا جو ہے۔ نواب صاحب کے قتل کے بعد یا اس سے پہلے away state میں یہ کہوں گا کہ جو نیشنل سٹ تھے ان سب کو۔ اس اسمبیل میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم لوگ اس طرف بیٹھے ہوئے تھے جوڑا کثر صاحب والوں کی پارٹیاں تھیں، وہ اُس طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ بالکل corner کردیا گیا۔ جب کسی کو corner کردیتے ہیں کسی کا گلمہ دبادیتے ہیں اُسکا پھر ہمیشہ غلط نتیجہ نکلتا ہے۔ اُس دم گھنٹے کی وجہ سے تحریکیں شروع ہوئیں۔ بلوجستان کے حوالے سے بھی انکے اندر بھی دوسرا تیرا جس نے آج اسکو پھر اسیں ایک لڑائی شروع ہوئی۔ اسیں نواب صاحب شہید ہوئے۔ اُس نے آج وہ صورت اختیار کر لی ہے سب سے زیادہ اسکو اپنے ایریا کا پتا ہو گا کہ کیا پوزیشن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عام پولیس اور لیویز یا انکے بس کا کام نہیں ہے کیونکہ کوئی بھی دشمنگرد یا کوئی بھی آدمی۔ وہ اپنے پسند کے مطابق target select کرتا ہے۔ اور اس وقت وہ جاتا ہے ادھر وار کرتا ہے۔ جب ادھر سے کوئی retaliation نہیں ہوتی۔ ادھر اگر ایف سی کھڑی ہوگی تو کوئی نہیں آیا گا۔ ایسا easy موقع ڈھونڈے گا تاکہ وہ وار کر کے بھاگ بھی جائے۔ جس نے پورے بلوجستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہ تو main دو آپ کے، سیکھیں اور پوچھیں کیا ان چیزوں کی ایک ترتیب ہے اور اتنی خرابی پیدا کر دی ہے۔ اسیں بھی پھر سب جرائم پیشہ نے۔ نیشنل سٹ مونٹس میں بھی یا ان لوگوں کے مومنٹ میں بھی پھر سارے جرائم پیشہ، سارے اپنے مطلب والے لوگ، سارے مخالف لوگ، انہوں نے as a shelter اسکو استعمال کیا پھر یہ ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ ادھر جو ہماری قبانی لڑائیاں ہوئی ہیں۔ سارے چور بدمعاش انکے باڑی گارڈ بن جاتے ہیں۔ اور دوسرے کے بھی باڑی گارڈ بن جاتے ہیں۔ پھر سارا دن اپنی کارروائی کرتے ہیں۔ حفاظت انکو ملی ہوئی ہے۔ انکی آڑ میں تو یہ بڑی جو کارروائیاں چل رہی ہیں، اسکو بھی جرائم پیشہ نے اپنی پناہ گاہ بنالی ہے۔ تو انہوں نے پھر اپنی کارروائی شروع کر دی ہے۔ روڈوں پر ٹرکوں کو لوٹنا مسافروں کو لوٹنا ان غوا برائے تاوان اور دوسرا قسم کی جو وارداتیں شروع ہوئی ہیں جس سے ایک دم crime rate اتنا بڑھ گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اُس نے ایک

وباء کی شکل ایک بلا کی شکل اختیار کر لی ہے۔ criminals پہلے بھی تھے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ صوبہ اس سے پہلے crime سے خالی رہا ہے کبھی crime free نہیں رہا ہے۔ لیکن ان چیزوں کی وجہ سے انکو اور زیادہ up مل گیا ہے۔ کوئی کراپی route، اگر آپ دیکھیں اس پر اکیلا آدمی drive کرتا ہوا کراپی پہنچ جاتا۔ کسی کا ایک بال بھی نقصان نہیں ہوتا۔ اب اگر ہمارا کوئی رشتہ دار ادھر جاتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ پہلے خضدار سے ٹیلیفون کرو پھر وڈھ سے۔ وڈھ کے بعد لوگ اسیں ملوث نہیں ہیں۔ ادھر آج تک ایسا کوئی incident نہیں ہوا ہے۔ کیوں نہیں ہوا ہے؟ یہ چیزیں جو ہیں ان میں پھر قابل بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے اور صوبے کے لئے سب سے بڑا problem بن گیا ہے۔ مالی position ہمارے صوبے کی ماشاء اللہ بہتر ہے۔ ہم لوگوں نے لوٹ کھوٹ کر کے اگر ہم لوگوں نے اڑائے ہیں میں۔ وہ ہم لوگوں کا قصور ہے۔ وہ اتنا نہیں ہے کوئی دوسارب روپے کا بجٹ اس صوبے کیلئے میں سمجھتا ہوں بہت ہے۔ مزید بھی انسان کوشش کر کے فیڈرل گورنمنٹ سے دوسرے جوانکے فیڈرل پر ٹیکلیش ہیں وہ لائے جاسکتے ہیں۔ وہ اولین مسئلہ ہمارا نہیں ہے ہمارا اولین مسئلہ law and order ہے۔ جو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ ہر شہری کا ذہن۔ بہت سے لوگوں نے، جو سماں یہ دار لوگ تھے۔ جو ٹینکل لوگ تھے۔ جو کام والے لوگ تھے۔ انہوں نے یہاں سے ہجرت کر لی۔ کیونکہ انکو ہر جگہ مزدوری ملتی تھی۔ آج کراپی، اسلام آباد اور لاہور دیکھیں یہ ہمارے لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ پورا پنجاب اور دوسری جگہوں میں یہ سارے پھیلے ہوئے ہیں۔ چاہے وہ یہاں کے سینیٹرز ہوں، وہ بھی ادھر کے ہیں۔ even آسٹریلیا تک گئے ہیں چاہے وہ شیعہ برادری ہو، وہ بھی اسی صوبے کے لوگ ہیں۔ چاہے ہمارے دوسرے لوگ ہیں سماں یہ داریا برنس میں طبقہ ہے، وہ بھی اس صوبے کا ہے۔ وہ اس صوبے کو چھوڑتے ہوئے جا رہے ہیں۔ ایک تو ماشاء اللہ، ہم وزیر سب ٹیکیدار بن گئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بابا! ادھر دیسے ہی روزگار ختم ہو گیا ہے۔ روزگار یہ خود کر رہے ہیں، سرکار 165 ارکان کافی ہیں روزگار کیلئے۔ تو کوئی روزگار کے پیچھے گیا ہے۔ حتیٰ کہ پلبر کو بلا کیں گھر پر آپ کو نہیں ملے گا۔ بجلی والے کو بلا کیں وہ آپ کو تین تین دن بعد ملتا ہے۔ پہلے آ کر کے ہر ایک تھڑے پر بیٹھا ہوتا تھا۔ یہاں ایک پوزیشن اس نے اختیار کر لی اسکے لئے تو میری اپنی suggestions یہ ہیں کہ indiscriminate چاہے وہ نیشنل سٹ ہو، چاہے اس نے بلوجستان کے نام پر تحریک شروع کی ہو۔ چاہے اس نے مذہب کے نام پر تحریک شروع کی ہو چاہے اس نے سیکھی ازم کے نام پر تحریک شروع کی ہو۔ گورنمنٹ کو ہر صورت میں اپنی writ establish کرنی چاہئے۔ چاہے اسیں میرا اپنا بھائی بھی آجائے۔ گورنمنٹ کا یہ کام ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنی

writ establish کرے۔ اسکے بعد دوسرے مرحلے ہیں، چاہے اپنی لوکل فورسز ہیں آپکی لیویز کس کام کی ہے۔ مطلب سب سے بڑی فورس تو وہی ہے، provincial force میرے بھائی کا یک پتھرا دھر کھڈ کوچہ میں۔ بیس BC والے کھڑے تھے لیکن وہ اسکی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ دو FC والے کھڑے کردیئے، پھر ادھر قریب کوئی نہیں جاتا تھا۔ یعنی آپکی provincial forces کا مورال وقت کے ساتھ اتنا down ہو گیا ہے کہ یہ حکومت تو کل کل اور آج آج آئی ہے، اسکو تو درست کرنا ہے ہم لوگوں نے، ان تمام چیزوں کو۔ تو آپکی فورسز کا مورال اتنا ہے۔ لیویز اچھی فورس تھی۔ لیکن after ڈیولوشن اور وہ ڈسٹرکٹ محسوسی power کا ختم ہونا۔ جس نظام کے تحت یہ چل رہا تھا۔ ابھی تو سارے گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ آفیشل چھٹی انکی مہینے میں پندرہ دن ہوتی ہے، ہر ایک کی آفیشل چھٹی۔ وہ unofficial جو کرتے ہیں، وہ تو خیر انکی اپنی مرضی ہے۔ میرے اپنے ڈسٹرکٹ میں۔ یہ میں دوسروں کی بات نہیں کرتا۔ دوسروں کا بھی یہی حال ہے۔ تو وہ ہے آپکے BC کو upgrade کرنا ہے کہ آپ جا کر کے اسکو 20 آدمی ایک ایک پلاٹوں ایک ایک جگہ ڈال کر سالوں تک پڑا ہے۔ وہ بھی کوئی نہیں ہے۔ FC یا Excess use of Military وہ بھی نقصانہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں long term کیلئے لوگوں کے ساتھ انکی ایڈجمنٹ جو ہوتی ہے وہ نہیں ہوتی ہے۔ وہ اپنے معاشرے، ماحول سے آئے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ ادھر اپنے اُنکے ماحول، معاشرے دوسرے ہوتے ہیں۔ پھر وہ خود ان چیزوں میں، آپ ادھر سے چن جائیں میرے خیال میں law and order کے بہانے دس چین لگائی ہوئی ہیں۔ ابھی اس مغلنگ فورس بن گئی ہے۔ تو سب سے پہلے ہم اپنی فورسز کو مضبوط کریں۔ اُن سے کام لیں۔ چاہے اسکے لئے ہم کو legislation میں جانا پڑے۔ چاہے اسکے لئے اُنکی vehicles up gradation ہمیں کرنی پڑے۔ اُنکے لئے vehicles یا اسلحہ وغیرہ۔ میں سمجھتا ہوں اسلحہ تو ہے ابھی بھی کافی ہے۔ ان کو vehicles provide کر دیں۔ یا اُنکے اوپر ایک check system کر دیں۔ یا اُنکے vehicles کی حدود تو ٹوب شہر تک ہے۔ بقایا کیا کریں گے؟ کا کڑخراسان 180 کلومیٹر ہے۔ شیرانی الگ ہے۔ دوسرا الگ ہے۔ پولیس کی حدود تو دو دو، تین تین، چار چار میل ہوتی ہیں۔ اسیں اُنکی اپنی ترتیب ہوتی ہے۔ provincial forces کو grade up کرنا اور صحیح معنوں میں اُنکی ذمہ واری لگانا۔ اس پر بڑے لوگوں سے discussion کرتے ہیں۔ ہماری لیویز کا رآ مفورس ہے اگر ان سے کام لیا جائے۔ لیکن جو موجودہ انکی حالت ہے، آج نہیں کافی عرصے سے وہ فورس ہی نہیں ہے۔ چاہے وہ جائے یا نہیں جائے کسی کے گھر میں برتن دھوے دوسرا کرے تیسرا کرے۔ وہ تو اپنی جگہ پا ایک انکوڈ مداریاں تقریباً دے رہے ہیں ابھی

کے بعد اور آپ کی devaluation extension of judiciary to all of the Pakistan District Magistrate system کے اوپر جو فرق آیا ہے اُس نے لیویز فورس کونا کارہ بنادیا ہے۔ اُسکو آپ کو کار آمد بنانا پڑیگا۔ اپنی پولیس جو ہے، ان سے بعض دوڑ دھوپ کر لیں۔ نہیں جی قبائلی دشمنی پیدا ہو جائیگی۔ کیا قبائلی دشمنی تمہاری پیدا ہو جائیگی؟ چورجا کر چوری کرتا ہے میں اس وجہ سے نہیں کہتا کہ میری۔ اُس دن کوئی جا کر ڈپٹی کمشنر کو روپرٹ دی۔ کہ تم مجھے قبائلی دشمنیوں میں پھنساتے ہو۔ اُس نے اسٹینٹ کمشنر سے کہا۔ اسٹینٹ کمشنر نے 8 لیویز والے اٹھائے اور وہ سارا مسئلہ ہی ختم کر دیا۔ یعنی کہ ڈپٹی کمشنر level تک بھی اس بات پر آگئے ہیں ”کہ ہماری قبائلی دشمنیاں لوگوں کے ساتھ پیدا ہوںگی“۔ پھر آپ کس طرح اس صوبے کو کنٹرول کریں گے۔ یا ایک ترتیب ہے اسکو صحیح کرنے کی۔ اُسیں پھر ہم سب House کو۔ جو ہمارے گھروں میں ہم لوگوں نے باورچی بٹھائیں ہوئے ہیں یا دوسرے تیرے۔ چھوڑ دیں، واپس، اُسکی اخخاری، لائن آف کمانڈ جو ہے اُسکو proper کر کے ایک فورس کے طور پر استعمال کرنا چاہیئے۔ میں نے پہلے کہا کہ ایف سی determent فورس ہے۔ لیکن ہمیشہ آپ دیکھ لیں۔ 98%， 95%， 90% in put یہ بھی آپ کو فرق کرنا پڑیگا in دیکھیں۔ آج کے حالات انٹریشنل اور جب ضiauxتی صاحب نے ادھر ایک اسلام کا وہ شروع کر دیا پوری دُنیا کا خطے کا ایک definitely burning area اس کو بنادیا۔ اُسکے بعد فرق، مجموعی ایک انٹریشنل پوری دُنیا پوری انٹریشنل کمیونٹی وہ بھی، ہمارے ان حالات میں اُنکا بھی بڑا ہاتھ ہے کہ یہ خراب ہو جائیں۔ کیونکہ ہم کرتے رہے ہیں ہم لوگ ہر جگہ پھنسنگا لیتے رہے ہیں۔ ہر ایک کے کام میں کام کرتے رہے ہیں۔ جیسے زمرک صاحب نے کہا کہ آگ جو ادھر لگی ہوئی ہے، کل ہمارے گھر تک بھی پہنچ جائیگی۔ ایک وہ آگ ہمارے ہاں پہنچ گئی۔ خطے کو ہم نے اسلیے اور بارود کا ایک ڈھیر بنادیا ہے ابھی ہر گھر اور جڑی کمپ بنا ہوا ہے۔ یہ چیزیں تو definitely پھر اسکا تھ حصہ ہیں۔ یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ نئی نسل جو growth کر رہی ہے ماسوائے killing machine ہیں انکو تو کچھ پتا ہی نہیں کہ اور کیا کرنا ہے۔ میری اپنی suggestion یہ ہے کہ سب سے پہلے جو بھی requirement of writ of establish کر لیں۔ کیونکہ پھر government، improvement of our forces یہ ہم کو responsibility ہے، ہم کو لوگوں نے elect کیا ہوا جاؤ، لندن جاؤ یادی جاؤ۔ نہیں گو نہنٹ ہے ہماری responsibility ہے۔ کہ آپ نے یہ چیزیں درست کرنی ہیں۔ یہ ہمارے اوپر آتا ہے۔ لیکن یہ negotiation والا بھی

ہمیشہ دنیا میں جو بھی بدیاں ہوتی ہیں، چاہے ہماری قبائلی بدیاں ہیں، چاہے ہمارے پلیٹیکل معاملات ہیں، وہ بھی میں سمجھتا ہوں ہر وقت وہ option بھی ہم کو کھلا رکھنا چاہئے۔ چاہے وہ منہجی قوتیں ہیں یا sectarian ہیں یا دوسرے ہیں۔ اُن سے کہنا ہے کہ بابا! کیا کر رہے ہو، کیا ترتیب ہے۔ ایک دوسرے کیسا تھہ بیٹھا کر کے تھوڑا بہت فیصلہ کرو کر کے راستے مل جاتے جب sincerely کوشش کی جاتی ہے پھر راستے مل جاتے ہیں اور یہ جو بلوج areas میں شروع ہوئی ہے اسکا بھی ایک حل یہ ہے لیکن یہ اُس وقت ہوگا جب آپکی گورنمنٹ ادھرا تھی سخت ہو گی۔ پھر وہ بھی مجبور ہونگے کہ چلو بابا! وہ کہتے ہیں۔ جب بدی ہوتی ہے جب جھگڑے ہوتے ہیں تو شروع میں بہت زوروں پر ہوتے ہیں ایک دوسرے کی نہیں سُنتے۔ جب بعد میں نقصان اٹھایتے ہیں اور تھک جاتے ہیں۔ پھر اُسیں فیصلے کے راستے مل جاتے ہیں۔ تو writ of government ہو گی اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک movement چلائی جائے۔ کہ خدا کیلئے اب آ جاؤ تمہارا اپنا ملک ہے۔ کیوں اس کو خراب کر رہے ہو۔ صرف جعفر خان یا ڈاکٹر مالک کا ملک نہیں ہے۔ یہ سارا صوبہ یہ پورا ملک ہم سب کا ہے۔ جو لڑ رہے ہیں انکا بھی ہے۔ جو مر رہے ہیں انکا بھی ہے۔ تو کیا ہم لوگوں کو اس میں کوئی ایسی آپ لوگوں کی خطائی ہے۔ ابھی میں سمجھتا ہوں پہلی رہا تھا راستہ۔ لیکن کچھ وہ جو جیسے مشاہد صاحب نے کہا کہ اُس زمانے میں definitely اُنکی یہ تھی ”کہ بھائی اسکے ساتھ ہو، اسکے ساتھ نہ ہو“، لیکن وہ وقت گزر گیا ایسے اب situation completely تبدیل ہو گیا ہے۔ ابھی اُنکو چھوڑ دو کہ جی جو ہوا ہے وہ ہو گیا ہے۔ آج جس نجی پر جس جگہ پر ہم لوگ کھڑے ہیں۔ آپکو میں نے بتایا کہ strict measures پولیس کو جواب دہ بانا چاہئے۔ لیویز کو ایک صحیح فورس بانا چاہئے۔ DC کا ایک کام بانا چاہئے۔ F.C. کا ہم کو minimum use کرنا چاہئے۔ جیسا ڈپی کمشنز ہوتا تھا لیویز کو بھجوتا تھا کہ فلاں فلاں کو حاضر کر دو۔ وہ آدمی نہیں حاضر ہوتے تھے یا کہ ہری بغاوت کرتے تھے۔ سال میں ایک دو مرتبہ ایک raid کرادیتے تھے FC کا۔ پھر وہ FC کا ایک خوف ہوتا تھا کہ بھئی اگر لیویز کے ساتھ ہم لوگ نہیں گئے اسکے بعد پھر force آنے والی ہے۔ جو کہ ہم لوگوں کو زبردستی لے جائے گی۔ تو وہ options کے طور پر ہم کو استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن daily use میرے خیال میں میں سمجھتا ہوں کہ انکا زیادہ پھر ان چیزوں میں involved ہونا۔ جیسا کہ کراچی کے رنجبر زار پولیس میں ابھی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی خاص فرق رہ گیا ہے۔ تقریباً، تقریباً ایک طرح کے ہو گئے ہیں۔ اور یہ political options جو ہیں، اسکے اوپر فوری توجہ دینی چاہئے۔ ایک انٹرنشنل اثرات جو ہمارے صوبے پر، افغان جنگ کے اثرات ہمارے صوبے پر ہیں۔ انڈیا ہے اسکے

اثرات ہمارے صوبے پر ہیں۔ even nuclear power کے اثرات ہمارے صوبے پر ہیں، اُن کی طرف بھی a آپ کی جو فیڈ رل گورنمنٹ کیونکہ یہ اُس کے دائرہ کار میں آتے ہیں، اُن کو بتانا چاہئے کہ کچھ چیزیں آپ درست کریں۔ جس کو پیسے ملتے رہیں گے، جس کو اسلحہ مالتا ہے گا، وہ تو لڑیں گے۔ وہ چیزیں اُدھر سے بند ہو جائیں اُدھر سے check ہو جائیں۔ تو اسکے لئے ہم لوگوں نے اقدامات کر کے ساتھ ہی ساتھ talks کر کے۔ جو ہمارے جو گہ سسٹم یا ہمارے معتبرین سسٹم ہوتے ہیں یا ہمارے مذہبی راہنماء، انکے ذریعے سے بھی اسکے لئے راستے نکل سکتے ہیں۔ بہر حال سب پارٹیوں نے بولنا ہے، بولنے کیلئے اگر کل تک ہم بولتے رہیں تو پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ کم ہو گا۔ لیکن اسکے اوپر بیٹھ کر کے اسمبلی ایک sub committee بنادے، بیٹھک تجویز یہ بھی ہے۔ جو آج کی تجاویز ہیں انکو ایک proper shape دے دیں۔ بیٹھک اپوزیشن کی بھی ہوں۔ اور آئی جی بھی اُسمیں بیٹھ جائیں۔ وہ بھی کہیں کہ یہ possible ہے یا نہیں۔ مرضی ہو گورنمنٹ کی یا اُن ممبران کی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو آج تجاویز آئیں گی اسکو finalize کرنے کیلئے یا اسکو sum up کرنے کیلئے کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر ایک کمیٹی بن جائیگی میں سمجھتا ہوں اُنہیں ہے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** سابق اسپیکر جمال شاہ کا کڑ، اسپیکر بس میں بیٹھے ہیں۔ ہم انکو welcome کہتے ہیں۔ جی گل محمد دمڑ صاحب۔

**حاجی گل محمد دمڑ:** مُسْمَمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے میری تحریک التوا پر جو ہم نے پیش کی تھی، بولنے کی اجازت دی۔ اب تو ماشاء اللہ سب باوضو ہیں، سب نے نماز پڑھی ہے۔ کوئی بھی انشاء اللہ غلط بات نہیں کریگا۔ جناب اسپیکر صاحب! پچھلے دونوں جو تحریک التوا ہم لائے تھے، اُسمیں 8 اگست کو SHO محب اللہ صاحب اور بعد ازاں اُنکی نماز جنازہ میں پولیس لائن میں جو خودکش دھماکہ میں 28 پولیس آفیسر ز شہید ہوئے ہیں۔ اور اسکے بعد 9 اگست کو عید الفطر کے دن فاروقیہ مسجد کے تینوں دروازوں پر دھشتگرد کھڑے اُنکے پاس سکیل اور راکٹ لاچرتھے۔ اور انہوں نے نمازیوں پر گولی چلائی۔ اور اُسمیں 15 نمازی شہید ہوئے۔ اور بعد میں یہ کہا گیا کہ یہ علی مدد جنک صاحب کے دشمن تھے۔ یہ بالکل غلط ہے یہ دھشتگردی تھی۔ آج تک میرے خیال میں اس موجودہ حکومت، کابینہ تو نہیں ہے۔ اور 500 کے قریب افراد شہید ہو چکے ہیں۔ مجھے یہ سمجھنہیں آ رہی کہ 28 ایجنسیاں یہاں کام کر رہی ہیں۔ اور FC وفاقی حکومت سے بھی تنخواہ لیتی ہے اور صوبائی حکومت سے بھی اسکے باوجود جب چیک پوسٹ پر کوئی شریف آدمی آتا ہے تو اُس سے چاقو بھی

لیا جاتا ہے اور ان سے لائننس والا اسلحہ بھی لے لیتے ہیں اور انکو بھاد دیتے ہیں۔ کہ آپکس نے اجازت دی ہے؟ یہ میں نے خود دیکھا ہے۔ لیکن دوسری طرف سے با رو دسے بھرے ٹرک، راکٹ لاچر، سکیلیں کوئی شہر کے اندر آ جاتے ہیں۔ تو ہم کیا کہیں؟ یہنا کامی حکومت کی ہے۔ یہ ذمہ داری کس نے قبول کرنی ہے؟ میں نے پہلے بھی یہاں floor پر کہا تھا کہ ٹارگٹ گلنگ، انغوابرائے تاوان اور مسخ شدہ لاشیں یہ روزانہ کی معمول ہے۔ اور ہم نے پہلے بھی تجویز دی تھی چیف منٹر صاحب کو کہ خُدارا! لوگ جارہے ہیں، نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ کوئی اسلام آباد جارہا ہے، کوئی لاہور جارہا ہے، کوئی کار و بار بند کر کے ملائیشیا جارہا ہے۔ یہاں کون رہیگا۔ جب امن نہیں ہوگا، پہلے میں نے تجویز دی تھی کہ سیاسی پارٹیوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اور اسکے بعد جو سپریم کورٹ نے احکامات دیئے ہیں۔ ان پر عملدر آمد کو یقینی بنایا جائے۔ اسکے علاوہ وفاقی حکومت، فوجی قیادت اور صوبائی قیادت پر مشتمل یہ تینوں بیٹھ کے اسکا حل سوچیں۔ کہ آخر ہم نے کیا کرنا ہے؟ اُنکے زخموں پر مر ہم رکھیں۔ جو لوگ لاپتا ہیں اُنکے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ انکو مذاکرات کے دائرے میں لا کر ان سے مذاکرات کریں۔ فوجی آپریشن سے یا قتل کرنے سے معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ آپکو ایک میز پر انکو لانا ہوگا۔ آپکو انکی بات سُننی ہوگی۔ آپ کو بلوچستان میں امن و امان کا مسئلہ حل کرنا ہوگا۔ یہ ہمارے چیف منٹر صاحب اور ہماری صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ابھی آپ پشتوں بیلٹ کو لیں۔ ہمارے پشتوں بیلٹ میں کبھی کوئی ایک گولی بھی نہیں چلی۔ اور ابھی وہاں بھی یہ اور انغوابرائے تاوان کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ شاید میرے خیال میں امریکی مفادات کے تحفظ کیلئے یہ کارروائی کوئی تنظیم کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر وہاں جنگ چھڑ گئی تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں ہوگا۔ نہ کوئی خان ہوگا، نہ کوئی سردار ہوگا۔ نہ کوئی مولوی ہوگا۔ نہ کوئی غریب نہ کوئی سرمایہ دار پھر سارے اس پیٹ میں آ جائیں۔ دو تین مہینے ہو گئے ہمارے بابت لالہ صاحب کے بھائی اور اُنکے ساتھ تین چار ڈاکٹرز تھے انکو بھی انوغوا کیا گیا۔ بھی ان سے کروڑوں روپے مانگ رہے ہیں۔ صرف یہ نہیں مزید بھی انوغوا ہو چکے ہیں۔ میں یہ ہو گا کہ سب سے پہلے اس پر سوچنا چاہیے کہ آخر ہم نے کس طریقے سے اس مسئلے کو حل کرنا ہے؟ اور ہم ان لوگوں کو کس طریقے سے امن کے دائرے میں مذاکرات کی میز پر لا سکتے ہیں۔ اسکے لیے ایک کمیٹی بنانی چاہیے سیاسی جماعتوں پر مشتمل اور جو سپریم کورٹ کے احکامات ہیں ان پر عملدر آمد کو یقینی بنانی چاہیے۔ تو پھر فوجی قیادت صوبائی اور مرکزی قیادت بھی، انکو بھی اس پر سوچنا ہوگا۔ کہ کس طریقے سے اسکو ہم ختم کریں۔ یہ اُس وقت شروع ہوا تھا جب نواب اکبر خان بگٹی، جو ایک دلیر اور بہادر انسان تھے۔ اور ہمارے لئے بلوچستان کیلئے ایک اثاثہ تھے، اسکو ان بزرگوں نے قتل کیا۔ اسکے بعد یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ اُنکے قاتلوں کو، پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ

اُنکو گرفتار کر کے سزا دی جائے لیکن اسکے لئے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ تو یہ اتنی ایجنسیوں کے باوجود یہ کام کیوں ہو رہا ہے؟ میں ایک مثال دیتا ہوں ہماری جو موجودہ حکومت ہے، کسی نے ایک آدمی سے کہا تھا کہ ”یا! آپ کلمہ پڑھ لیں، کلمہ طیبہ“۔ اُس نے کہا کہ کلے تو مجھے نہیں آتے میں اذان دے سکتا ہوں۔ تو یہ لوگ اذانیں تودے سکتے ہیں۔ حالات اور واقعات، مطلب یہاں بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ لوگ یہاں سے نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ یہاں سے لوگ جارہے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ وہ بالکل، یہ جو خاموش بیٹھے ہوئے ہیں ”کہ کوئی بات نہیں، ہماری حکومت چلنے دو“۔ حکومت بھی نہیں چل رہی ہے۔ ابھی تک کابینہ بھی نہیں بنی ہے اور ان سے بننے کی بھی نہیں انشاء اللہ۔ اور نہ ہی انشاء اللہ یہ حکومت کر سکیں گے۔

وَآخِرُ الدَّعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

**جناز ڈپٹی اسپیکر:** مہربانی دمڑ صاحب۔ محترمہ شاہدہ روف صاحبہ!

**محترمہ شاہدہ روف:** بسم اللہ الرحمن الرحيم - thank you جناب اسپیکر صاحب۔ مجھ سے پہلے دو سینٹر پارلیمنٹری نیز نے اس پر بولا ہے، میں چاہوں گی کہ وہ چیزیں repeat نہ کروں۔ کچھ چیزیں اور کچھ suggestions ہیں، جو میں دینا چاہوں گی۔ اگر آج کل ہم دیکھیں تو صوبے کی انتظامی صورتحال اتنی گنجی ہو چکی ہے کہ وہ اس چیز کا تقاضا کر رہی ہے کہ ہم سب کوئل کے، بیٹھ کے، سرجوڑ کے combined efforts کرنی ہیں۔ یہاں اس معزز ایوان کی جو ذمہ داری بتتی ہے، یہاں کے جتنے ممبر ان ہیں وہ elect ہو کے آئے ہوئے ہیں۔ تمام صوبے کے لوگوں کی نظریں اتنی طرف ہیں کہ بگڑتے ہوئے حالات کو یہ کیسے سنپھالیں گے۔ چاہے یہاں کی مقامی آبادی ہے یا غیر مقامی آبادی، آپ کسی کو بھی دیکھیں، آج کل کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ دو گھنٹے بحث کر لینا شاید یہ starting point ہو سکتی ہے لیکن اسکے بعد جتنی تجویز آئیں گی اسکے بعد کوئی پالیسی مرتب کی جائے۔ اور اسکو implement کروانا، سب سے بڑا step جو ہوگا، وہ اس گورنمنٹ کے لئے challenging step ہوگا، وہ یہی ہوگا کہ اسکو وہ implement کیسے کروائیں گے؟۔ اسیں میں کچھ چیزیں آپکو بتانا چاہوں گی کہ اگر آپ اسیں تھوڑا سا یہ دیکھیں کہ سلامتی سے متعلق جو ادارے ہیں وہ صوبائی بھی ہیں اور وفاقی بھی۔ صوبائی اداروں میں بلوچستان پولیس اور بلوچستان کا نشیبلری۔ اور وفاقی اداروں میں FC اس کے علاوہ A.T.F. یہاں پر کام کر رہی ہے اور R.R. بھی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان تمام اداروں کے ہوتے ہوئے حالات مزید بگڑتے کیوں جارہے ہیں؟ ایف سی سے پوچھیں تو وہ ایک وفاقی ادارہ ہے وہ صوبائی حکومت کو جواب دہ ہے نہ اس معزز ایوان کو۔ جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی پر ہمیشہ سوالیہ نشان لگتا ہے۔

اگر آپ صوبائی حکومت سے بات کریں تو صوبائی حکومت کہے گی کہ ایف سی وفاقی ادارہ ہے، ہمارے under آتا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو یہ سلامتی ادارہ ہے، وزارت داخلہ کے under آتا ہے۔ اور یہ نہ صرف صوبائی حکومت کو جوابدہ ہے بلکہ اس معزز ایوان کو بھی جوابدہ ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے اس موجودہ حکومت کی جو لاپرواہی کہو گی کہ کسی بھی incident کے ہو جانے کے بعد، وفاقی وزیر داخلہ کا بڑی اجلت میں کوئی آنا۔ جیسے ابھی recently پولیس لائن میں جو واقعہ ہوا۔ موصوف آئے بیان دیا اور بتا کسی سے مشاورت اور confidence میں لیئے بغیر اجلت میں وہ واپس چلے گئے۔ انہوں نے کیا کہا کہ ”هم پولیس کو ایک ماہ میں trained کر دینے گے“۔ مجھے بتائیں کہ یہ مضنکہ خیز بیان نہیں ہے؟ ایک مہینے میں آپ پولیس کو trained کر سکتے ہیں؟ ایک مہینہ انکی اس بات کو کہیں ہوئے گزر چکا ہے۔ کیا پولیس trained ہو چکی ہے؟ دوسری بات۔ انہوں نے کہا کہ ہم پولیس کو modern equipment فراہم کریں گے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اسکے اوپر کچھ بھی عملدرآمد ہوا ہوگا۔ اگر میں ان اداروں کی بات کروں جو کہ صوبے میں امن و امان برقرار رکھنے کیلئے سر کر دہ ہیں۔ اُنکے الہکار انکے آفسرز بھی اپنی جانوں کا نذر انہوں نے رہے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ انی قربانیوں کے باوجود بھی جو ہم result چاہ رہے ہیں، وہ آکیوں نہیں رہے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر ادارہ اپنی اپنی ڈگر پر کام کر رہا ہے۔ سب کو یہ ہے ”کہ میری حکومت ہے“۔ میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ ان اداروں کے درمیان کوئی coordination ہو، کوئی intelligence sharing کا system ہو۔ میری CM suggestion یہ ہو گی اس صاحب کو کہ سب سے پہلے یہ صرف ایک حکومتی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ اس ایوان کا مسئلہ ہے۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران کا مسئلہ ہے جو اپنے علاقوں سے elect ہو کے آئے ہوئے ہیں۔ ہم سب کو سرجوڑ کے بیٹھنا ہے اور combined efforts کرنی ہیں۔ لیڈر آف اپوزیشن ہو، قائد ایوان۔ تمام پالیمانی leaders بیٹھے اور اسکے لئے کوئی پالیسی مرتب کریں۔ جس کیلئے ہم نے یہ دونوں بحث کیلئے مختلف کیے ہیں۔ تو ایک suggestion میری یہ ہو گی کہ صوبائی ادارے ہوں یا وفاقی ادارے۔ ہماری ایف سی ہو، پولیس ہو، جو بھی ہو انکے لئے ایک مشترکہ ہیڈ کوارٹر کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جہاں یہ سب لوگ ایک جگہ پر بیٹھے اور اپنی intelligence sharing بھی وہی پر کریں۔ اسکا ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ یہ جو communication gape ہے۔ اس سے ہم لوگ side ہو جائیں گے۔ دوسری طرف یہ ہے کہ intelligence sharing کیلئے آپکو ایک frequency code لाट کرنا پڑیگا۔ سہیں یہ ہو گا کہ ایک وقت میں تمام محکموں کو ایک intelligence code

جو ہے forward ہو گی۔ قائد ایوان بھی اس چیز سے باخبر رہ سکتیں گے۔ اور implementation آسان ہو گی۔ یہ جو ہمارے مکملوں کے درمیان ہمیشہ مراسلہ بازی خط و کتابت ہوتی ہے۔ خدارا! اس دیکیا نوی چیز کو ختم کر دو۔ یہ تو اس زمانے کی بات ہے، آپ اکیسویں صدی میں رہ رہے ہیں کچھ تو اپنے مکملوں کو forward کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ intelligence sharing متعلق network کے قیام کا بھی جائزہ لیا جائے۔ FC جو کہ ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ فیڈرل کے under آتی ہے اسکو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ صوبائی حکومت اور اس ایوان کے سامنے جواب دہ ہو۔ CM صاحب اگر کچھ کہیں، تو وہ نہیں کہیں کہ ہمیں وفاق جو order دیگا ہم وہی کریں گے۔ یہاں کے بیٹھے ہوئے لوگ، یہاں کے نمائندے جو اس صوبے کی صورتحال کو سمجھتے ہیں، وفاق میں بیٹھا ہوا بندہ اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ FC کو پابند بنانا ہے کہ وہ اس معزز ایوان سامنے جواب دہ ہو۔ دوسری ایک اور چیز جس کی طرف توجہ کروانا چاہو گی۔ petrolling جو کہ ایک بہت ضروری چیز ہے۔ پیٹرول اور ڈیزل کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے petrolling نہیں ہو سکتی۔ تو and law order کو کنٹرول کرنے کیلئے آپ مستقل petrolling کی ضرورت ہے۔ اور اسکے لئے ان اداروں کو پیٹرول اور ڈیزل بھی فراہم کرنا ہو گے۔ ایک اور چیز، کہ ان کی تنخواہیں انتہائی قلیل ہوتی ہیں، ان departments میں کام کرنے والے لوگوں کی۔ ہم دیکھیں سارا سارا دن ان سے کام لیتے ہیں انتہائی قلیل تنخواہ میں آپ کسی سے بھی کوئی اچھا expect نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک اہم نظر ہے کہ ہماری C.B.C majority employees جو ہوتے ہیں آپ interior Balochistan کیکھیں، تو یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ اپنی آدمی تنخواہیں as a رشوت دیتے ہیں۔ اور اپنی حاضریوں سے جائے تعیناتی سے غیر حاضر ہوتے ہیں۔ اس چیز پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اسکو فوری طور پر قابو کرنے کی ضرورت ہے کہ جو بندہ جس جگہ تعینات ہے وہاں اپنی ڈیلوی ڈیلوی دے۔ اداروں کا عوام کے ساتھ، صوبے کے عوام کے ساتھ اداروں کے اہلکاروں کا جو رو یہ ہے وہ انتہائی نامناسب ہے۔ ان اداروں کے اہلکاروں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ لوگوں کے ساتھ دوستانہ رو یہ رکھا جائے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ وہ آپ کی فلاح و بہبود کیلئے کام کر رہے ہیں F.C کا رو یہ دیکھیں ہمیں کیٹھ جانے کے لئے کتنی ذلت برداشت کرنی پڑتی ہے اسکو آپ سامنے رکھیں۔ اسیں ایک دو چیز اور ہیں کہ ہم نے اس چیز کو کیسے قابو کرنا ہے ہم نے اپنی آگے آنے والی نسل کو engage کیسے کرنا ہے۔ ایجکیشن ایک اہم factor ہو گی۔ ہم اپنے students اور اپنے بچوں کو جب ایجکیشن کی طرف لے آئیں گے تو وہ جو extra activities ہیں ان سے ہٹ جائیں گے۔ ہماراالمیہ یہ ہے کہ

حالات تو گزتے جا رہے ہیں۔ اب کوئی شن پر اس کا فرق آ رہا ہے۔ بچ پڑھنیں پار ہے ہیں۔ سکالر شپ دینے کی ضرورت ہے۔ دوسرے صوبوں میں quota system increase کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکے علاوہ ایک اور چیز جس پر چھپلی حکومت میں کام شروع ہوا، وہ تھا آغاز حقوق بلوجستان۔ نعروہ تو بہت بڑا لگایا حکومت نے۔ لیکن اسکے جو شرات trickle down ہنہیں ہوئے، لوگوں تک پہنچ ہی نہیں۔ اسلئے وہ چیز وہیں پر رُک گئی۔ ایک ٹرین کا نام ”مگھی ٹرین“ رکھ دینے سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ پولیس کی کار کر دگی، جس کے اوپر اتنا بڑا سوال آیا اسلام آباد کے واقعہ کے بعد internationaly جگہ ہنسائی ہوئی۔ آپ اس پولیس کو ایک مہینے میں trained کریں گے؟ مجھے حیرت ہے اپنے وفاقی وزیر داخلہ کے اس بیان سے۔ short term policy اور long term policy implement کر لینا اور اسکے فائدے یا اسکی implementation کریں۔ صرف دو گھنٹے بحث کر لینا policy مرتب کر لینا اور اسکے فائدے یا اسکی کرو اسکنا یقیناً یا ایک نامی ہوگی۔ آپ بہت شکریہ آپ نے مجھے time دیا۔ Thank you

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی قائد ایوان صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** جناب اسپیکر! میں ایک چیز explain کروں مولانا صاحب کو، اسلئے کہ عموماً open اسکو کرنا چاہیئے تھا، قاعدے کے مطابق conclude مجھے کرنا ہے۔ اصولاً تو یہی ہے کہ law ایسا جو بھی major issue ہوگا۔ اپوزیشن لیڈر اسکو open کر لیں، تو میرے خیال میں بہتر ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی صحیح ہے مہربانی۔ جی مولانا صاحب۔

**مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):** دسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم۔ جناب اسپیکر صاحب! مجھے ایک ضروری کام درپیش ہوا اور میں نے ابھی ایک جنی میں ٹکٹ کر لیا ہے مجھے اسلام آباد جانا ہے ورنہ آپ کی بات یقیناً صحیح ہے۔ معزز ارکین اسمبلی! قائد ایوان! اور تمام حکومتی بخزر کے دوست! اور اپوزیشن کے دوست!۔ جناب اسپیکر! law پر اس معزز ایوان میں بحث ہو رہی ہے یقیناً اگر اس پر سنجیدگی سے بحث ہو جائے اور تمام معزز ارکین جو انکے دل میں ہے، یہاں عوام کے نمائندے کی حیثیت سے جب آئے ہیں، تو عوام کی ترجیحی کر کے اور یہ حالات اس House میں بیان کر کے اور پھر اسکے لیے ثبت تجویز پیش کر لیں۔ اور ان پر حکومت وقت implementation کی کوشش کر لے۔ تو جناب اسپیکر! مجھے یقین ہے کہ جو ارکین کی بحث ہے یہ بلوجستان کے عوام کے لیے مفید ثابت ہوگی اور بلوجستان میں خون ریزی یا جو آگ ادھر گلی ہوئی ہے

اگر انہوں نے ایک اچھے طریقے سے، ثابت طریقے سے اور سنجیدگی سے اس مسئلے کے حل کے لیے کوشش کی تو اس آگ پر پانی ڈال سکتے ہیں۔ جناب اپیکر! اگر اس House میں اس معاملے پر اپوزیشن اس قسم کے بیانات دے دیں کہ وہ خالصتاً تقید برائے تقید اور حکومت کو تمام معاملات کے ذمہ دار ہٹھرانے کی کوشش کر کے، زمینی حالات سے ہٹ کر عوام کے زخمیوں پر مرہم رکھنے سے ہٹ کر کوئی اس قسم کے بیانات دے کرتا کہ اخبارات کی شہ سرخی بن جائے۔ اور کل کوئی کہیں کہ انہوں نے اچھی حکومت کے بارے میں کہا اور یہ کہ دیا اسکے بعد اسکے نتیجے پر عمل نہ ہو۔ تو جناب اپیکر! بلوج تان کے عوامی نمائندے کے کردار یا انکے role انہوں نے play نہیں کیا اخبارات کی شہ سرخی تو بن سکتے ہیں جناب اپیکر! اسی طرح حکومت، حکومت کے دوست اگر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھنے کے لیے یا اپنی جان چھڑانے کے لیے اس قسم کے بیانات دے دیں، اور House کو مطمئن کر لیں کہ زمینی حقوق یا ان حالات سے انکا کوئی واسطہ نہ ہے۔ لیکن صرف House کو دھوکہ دینے کے لیے یا عوام کو دھوکہ دینے کے لیے یا اپنے آپ کو صاف و شفاف اور ایک اچھی حکمرانی پیش کرنے کے لیے، وہ اس قسم کی بات کر لیں۔ لیکن جناب اپیکر! ہو سکتا ہے پانچ منٹ کے لیے عوام کو کوئی دھوکہ دے سکتا ہے، House کو کوئی دھوکہ دے سکتا ہے۔ زبان کے حوالے سے کوئی بات کر سکتا ہے۔ لیکن زمینی حقوق کچھ اور ہوتے ہیں۔ جناب اپیکر! جس سے یہ آگ اور بڑھے گی ختم نہیں ہوگی۔ قرارداد جب پیش ہوئی تو حکومت کی طرف سے نصر اللہ زیریے کی طرف سے ایک قرارداد آئی جو حکومتی بچوں پر بیٹھے ہیں اور اسی قسم کی قرارداد اپوزیشن کے بچوں کی طرف سے کافوری نوعیت، کیونکہ تحریک التوا فوری نوعیت کے معاملے میں پیش ہوتی ہے۔ اُس وقت ہمارے سامنے یہی فوری نوعیت کا معاملہ تھا۔ جب اسمبلی اجلاس شروع ہوا تو پولیس لائن کا واقعہ پیش ہوا یا پھر مسجد پر جو حملہ ہوا ہے۔ یا جو مسافر پنجاب جا رہے تھے ان کو لائن میں کھڑے کر کے گولیاں مار دی گئیں۔ تو تحریک التوا کے حوالے سے، لیکن مجموعی طور پر قائد ایوان نے بھی اور تمام House نے ان تحریک التوا کو جو اپوزیشن بچوں کی طرف سے یا حکومتی بچوں کی طرف سے آئی تھیں law and order کے حوالے سے، امن و امان پر بحث کا دن تبدیل کر کے اور یہ دن مقرر کر کے، پہلا دن قائد ایوان نہیں تھے۔ تو آج کے دن کیلئے یہ مقرر ہو گیا۔ تو اسی وجہ سے آج کے دن اس پر بحث، بنیادی طور پر یہ مسئلہ ہے۔ لیکن ہماری جو بیہاں صورتحال ہے۔ اول سے لیکر آخر تک۔ یا اس اسمبلی، اس حکومت کے بننے کے بعد جو واقعات پیش ہوئے تھے، وہ سارے مدنظر رکھ کر اور اسکے بعد انکے سدّ باب کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں اور کن کن اقدامات کی اب ضرورت ہے۔ جناب اپیکر! میں لمبی بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ شاید وقت بھی کم ہے۔ اور دوسرے دوست بھی اس

پر بولنا چاہتے ہیں۔ مجموعی طور پر جناب اپسیکر! اس حکومت کے بنے کے بعد جو واقعات پیش ہوئے تھے۔ میرے دوست گل محمد دمڑ صاحب نے جو تعداد بتائی ہے، پانچ سو۔ شاید انہوں نے ریکارڈ میں جو نہیں آیا، وہ سارے انہوں نے پیش کیے۔ تو ادھر مجموعی طور پر جو اخبارات میں ہے، جو ریکارڈ میں ہے۔ 375 لوگ اب تک قتل ہو چکے ہیں۔ دھماکوں اور ٹارگٹ کلگ میں۔ یا مختلف حالات میں جو ہوئے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! مسخر شدہ لاشوں کی تعداد 43 ہے۔ 32 ٹھاکے ہوئے ہیں۔ 43 اغوا شدہ گان ہیں اور زخمیوں کی تعداد 298 ہے۔ جناب اپسیکر! یہ figures نے اخبارات سے جمع کیے ہیں۔ جو ریکارڈ پر آئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ اس قسم کے اور بھی ہوں جس کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو پتا نہ ہو۔ ہمارے صوبے کے دُور دراز علاقے ہیں۔ لیکن جناب اپسیکر! جو بھی صورت حال ہمارے سامنے ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ڈاکٹر مالک صاحب انکار کر سکتے ہیں نہ میں۔ کہ حالات ٹھیک ہیں صحیح طور پر جارہے ہیں۔ لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے جناب اپسیکر! کہ ہم صورت حال کو اس طرح لے لیتے ہیں۔ اگر ہم اس طرف لے جائیں کہ گزشتہ حکومت اور موجودہ حکومت کے نتاسب سے انکا موازنہ پھر یہ مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! پھر ٹھیک ہے اسی طرح بات کرنی ہے۔ لیکن اگر سو فتحہ موجودہ حکومت اور گزشتہ حکومت کی باتیں ہم کریں۔ لیکن ذمہ داری تو کسی کی بنتی ہے۔ پہلی حکومت، پہلے دن جو ذمہ دار تھے، انہوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ آپکے سامنے ہے۔ اچھے ہوں یا بُرے۔ وہ ساری صورت حال آپکے سامنے ہے۔ لیکن آج اس مسئلے کے حل کے لیے۔ تو یہ بالکل ناکافی ہے کہ کوئی یہ جواب دے دے کو” کہ گزشتہ حکومت نے یہ کر دیا اب میں یہ ضرور کروں گا۔ ہماری حکومت میں بھی“ لیکن یہ جوانہیں House بتاتے ہے جناب اپسیکر! لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کے آنے سے۔ جو ہمارے نیشنل پارٹی کے دوست اور پکتو نخوا کے دوست اور ہمارے دوسرے جو ابھی حکومت میں ہیں ہماری حکومت گورنر راج۔ اُس حکومت کا میں حصہ تھا۔ اور اُس حکومت کے اچھے بُرے تمام، میں یہ نہیں کہتا کہ جو بُرے تھے انکا ذمہ دار اسلام ریسنسی ہیں۔ جو اچھے تھے وہ میں نے اقدامات کیے، اس حکومت میں ہم نے کافی حد تک کامیابیاں حاصل کر لی تھیں۔ لیکن law and order کے حوالے سے اُسکی کار کردگی بھی بہتر نہیں تھی۔ جبکہ سپریم کورٹ بھی بار بار کہہ رہا تھا کہ اس بارے میں اس حکومت کی کار کردگی ٹھیک نہیں ہے۔ جناب اپسیکر! جب سپریم کورٹ نے کہہ دیا، ہم بھی تسلیم کرتے تھے۔ اور عوام بھی کہتے تھے۔ اور یہ دوست بھی ہم پر تنقید کرتے تھے۔ میں اُس حکومت کا حصہ تھا۔ لیکن law and order کے حوالے سے میں بھی اُسکی کار کردگی سے مطمئن نہیں تھا۔ لیکن آج وہی چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان، وہی عدالت اس بات پر مجبور ہے کہ پہلی حکومت کی بہتری کی بات کرتی ہے۔

اور آج کی حکومت، نااہل مطلب ناکام حکومت، کہ یہ تو بالکل کوئی کام کی نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! کتنی بُری بات ہے کہ ہم خود بھی اعتراف کرتے تھے اور ہمارے دوست الزام بھی لگاتے تھے۔ اور عدالت بھی۔ حالانکہ جناب اسپیکر! ڈاکٹر صاحب نے statement دیا تھا۔ میں اس وجہ سے یاد دلارہا ہوں law and order کے حوالے سے امن و امان کی کارکردگی کے حوالے سے کہ ”ہماری حکومت کے آنے کے بعد ایک ٹارگٹ ملنگ بھی نہیں ہوگی“۔ اگر یہ statement میری نظر سے صحیح گز را تھا۔ یہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کا statement تھا۔ کہ ”کہ اسکے بعد کوئی مسخ شدہ لاش نہیں ملتے گی۔ اسکے بعد کوئی دھماکہ نہیں ہو گا“۔ تو جناب اسپیکر! اچھی بات ہے کہ لوگوں کا تحفظ ہو۔ آج لوگ اس بات کے انتظار میں ہیں کہ کوئی بھی آجائے خدارا! جو بھی ہو میرے سر کے دشمن ہوں۔ لیکن لوگوں کو تحفظ دے دیں، امن قائم ہو جائے۔ میں بھی آرام سے زندگی گزار لوں ڈاکٹر صاحب بھی گزار لیں اور زیارت وال صاحب بھی گزار لیں۔ لیکن جناب اسپیکر! یہ بات تو انہوں نے کی۔ لیکن اس وقت بھی ہم نے دوستوں سے کہا۔ کہ بات آپکی بجا ہے۔ فوری طور پر ہم ایک سیاسی، یہ تو کر سکتے ہیں۔ کسی کو condemn کر سکتے ہیں۔ کسی پر الزام لگا سکتے ہیں۔ لیکن معاملہ اتنا سادہ اور آسان نہیں ہے۔ یہ میرے بس کی بات ہے نہ ڈاکٹر صاحب کے۔ نہ زیارت وال صاحب کے۔ لیکن ہاں اس وقت تک ہمارے سب کے بس کی بات بنتی ہے۔ اگر ہم نے حقائق کو منظر رکھ کر اور ہر چیز سے بالاتر ہو کر۔ کہ ہم نے بلوچستان میں ہر صورت میں امن و امان قائم کرنا ہے۔ چاہے میری حکومت ختم ہو جائے، چاہے میرے مفادات ختم ہو جائیں۔ لیکن ہم حقائق کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوط کر کے، اپوزیشن میں ہوں یا حکومت میں۔ ہم ادھر لوگوں کو کم از کم امن دینگے۔ اور کچھ نہ کر سکیں لیکن امن دے دیں اور آج لوگ ہم سے امن چاہتے ہیں۔ اس House پر لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اب لوگوں کی یہ باتیں تو گزر گئیں کہ ہمیں اسکیمیں دی جائیں ہمیں فنڈ زدیے جائیں۔ ہمیں فلاں سہولت دی جائے۔ بلکہ اب، تمام لوگوں میں جا کے ہر میٹنگ میں ہر معاشرے میں ہر طبقے میں آپ بحث کر لیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ امن، امن۔ صرف امن کی بات کرتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اس حوالے سے یہ معاملہ 9/11 سے ہمارے ملک میں شروع ہو گیا۔ جب 9/11 کے حالات ہمارے ملک پر آئے۔ اور ہمارے ملک کے حکمرانوں نے یہ بات تسلیم کر کے اور امریکہ بھادر کے سامنے گھٹنے ٹک دیئے۔ اور اسکے بعد ہمارے ملک میں یہ حالات پیدا ہو گئے جناب اسپیکر! اور یہ حالات اس وقت بھی ہماری قیادت نے، ہم نے، ہماری جماعت نے، اور سیاسی جماعتوں نے، تمام باتیں اسکے سامنے رکھ دیں۔ کہ اگر ان حالات میں آپ compromise کریں گے۔ اور اب تم لوگ اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے یہاں

امریکہ کو آنے کی اجازت دینے۔ تو جناب اپسیکر! اُس وقت ہم نے نشاندہی کی۔ کہ آج تو ہم لوگ کہتے ہیں کہ ملا عمر کی حکومت ختم ہو جائیگی۔ مولوی کی حکومت ختم ہو جائیگی۔ انتہا پسندی ختم ہو جائیگی۔ لیکن یہ تم نہیں ہوگی۔ جناب اپسیکر! اُس وقت بھی ہم نے اس بات کی نشاندہی کی تھی اور ریکارڈ پر ہے۔ کہ یہ آگ ہمارے گھر تک آئے گی۔ لیکن کچھ دوست امریکہ کے لیے خوشحالی کر رہے تھے۔ امریکہ کو خوش آمدید کہتے تھے۔ کہ ”اچھا ہوا مریکہ آجائے تاکہ انتہا پسند کی حکومت اور مولوی کی حکومت ختم ہو جائے“، اب امریکہ کے آنے کے بعد یہاں جو صورت حال بن گئی، مجھے بتائیں جناب اپسیکر! کہ امریکی اور نیوادا لے افغانستان میں ہیں۔ وہاں اسکے اور طالبان کے درمیان جنگ ہے۔ لیکن وہاں بھی لوگ امن کے ساتھ قدم ہار اور کابل تک جاسکتے ہیں۔ لیکن جناب اپسیکر! جو سب سے پہلے ہم پاکستان کا نزدیکی لگانے والے تھے۔ اور ہم دنیا کو یہی تاثر دیتے تھے کہ اگر ہم امریکہ کا ساتھ نہیں دیا تو پھر ہم اپنے ملک میں امن قائم نہیں کر سکتے۔ پھر ہمارے کشمیر کا مسئلہ ہے پھر فلاں کا مسئلہ ہے۔ آج ہمارے ملک کی حالت کو دیکھا جائے اُس جنگ زدہ ملک کے جو کہ پوری دنیا کے فوجی وہاں موجود ہیں۔ وہاں عالمی جنگ ہو رہی ہے۔ لیکن وہاں بھی لوگ قدم ہار، کابل اور جلال آباد تک امن سے سفر کر سکتے ہیں۔ لیکن آج اس پاکستان اس بلوچستان میں آپ کراچی تک نہیں جاسکتے۔ ابھی جہازوں پر جا کے دیکھیں اتنا راش ہوتا ہے۔ کسی کے پاس ٹکٹ کا پیسہ نہ ہوا اور اسے کوئی کام درپیش ہو تو وہ بھی جناب اپسیکر! چار پانچ دن انتظار کر کے جہاز میں کراچی جائیں گے۔ اور اسی طرح اسلام آباد۔ کیونکہ بابت صاحب کے بھائی اور ڈاکٹروں کو جب انغو کیا گیا۔ ہمارے راستے پہلے تو محفوظ تھے۔ جب بابت صاحب کی حکومت آئی۔ تو یہ راستے بھی ہمارے اوپر بند ہو گئے۔ اور اب لوگ اسلام آباد بائی روڈ جاسکتے ہیں نہ کراچی۔ ادھر اگر ہمارے لیے زندگی کچھ آرام سے گزرتی تو دوسرے صوبوں کا سفر چھوڑ دیتے تھے۔ اب ادھر تو انغو برائے تاوان، ٹارگٹ کلنگ اور دھماکے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! جیسے جعفر مندوخیل صاحب اور دوسرے دوستوں نے کہا کہ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جناب اپسیکر! یہ بیچارے نقل مکانی بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب نقل مکانی کرتے ہیں تو کسی روڈ پر نکلتے ہیں تو انکو انغو کر لیتے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! حالات اس طرح ہیں اور ان حالات میں میں اب حکومت سے پوچھتا ہوں وہ خود کہتے کہ ہمیں ورش کے بارے میں سب سے پہلا مسئلہ یہ نہیں تھا کہ law and order امن و امان کے بارے میں اس پر policy بنا کر کے۔ کوئی policy اب تک تین مہینے کے اندر کچھ ہو۔ پہلے مہینے میں۔ پہلے دن حلف اٹھانے کے بعد، تو ایک اس طرح

policy: بنی چاہیئے تھی جناب اپیکر! اور House کے سامنے پیش کرنا چاہیئے تھی اور اس کو اعتماد میں لینا چاہیئے تھا اور عوام کیلئے پہلے نمبر پر اس مسئلے پر کہ ہم نے یہ policy بنائی ہے اور اب ہم لوگوں کو اس طرح امن دے سکتے ہیں جبکہ نواب اسلام ریسنسی نہ دے سکے۔ ہم اس طرح دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ سب سے پہلے نمبر کا نہیں تھا مسئلہ جناب اپیکر! لیکن اب تک اس مسئلے کے حل کیلئے اخبارات میں بیانات نہیں آتے ایک حکمران کی حیثیت سے۔ ایک چیف منٹر کی حیثیت سے۔ تو سب سے پہلے تمام اداروں کے جتنے بھی انٹی جنس ادارے ہیں۔ جتنی بھی law and enforcement agencies تھیں جناب اپیکر! تو آپ ہمیں بتا دیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اتنے اربوں روپے جب خرچ ہوتے ہیں۔ تو یہ آپ کیا کر رہے ہیں یا آپ کے قابو میں نہیں آ رہے ہیں۔ آپ کیا کمزوریاں ہیں؟ کہ جو جنطح چاہے، جہاں چاہے حملہ کر سکتے ہیں۔ جب پولیس لائن بھی محفوظ نہیں ہو سکتی۔ جبکہ پولیس سے ہم پورے بلوچستان کو محفوظ کرنے کیلئے تنگ و دو کرتے ہیں۔ لیکن جب یہ چاہے تو پولیس لائن میں بھی دھماکہ کر سکتے ہیں۔ جب یہ چاہے تو چیف منٹر ہاؤس تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ یہ جہاں چاہے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر وہ چاہے لیکن اللہ کو منظور نہ ہو تو الگ بات ہے۔ تو جناب اپیکر! اس کے معلوم کرنے کیلئے intelligence ادارے ہیں جب یہ اربوں روپے تنخواہ لیتے ہیں۔ اور اسی امن و امان کے لئے کوئی اور انکا کام نہیں ہے۔ تو جناب اپیکر! سب سے پہلے یہی ہونا چاہیے تھا۔ جبکہ مجھے نہیں لگتا ہے۔ میں نے اخبارات اور میڈیا پر نہیں دیکھا ہے۔ اگر چہ پ کر کسی کرے میں کوئی میٹنگ ہوئی ہے۔ وہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن پالیسی کے حوالے سے مجھے کچھ بھی یاد نہیں پڑتا۔ لیکن جناب اپیکر! پھر یہ ہونا چاہیے تھا۔ کہ اسکے بعد جب حکومت تمام معلومات حاصل کر کے پھر House کے سامنے۔ پھر یہ تمام ہاؤس، یہ تمام جو لوگ ہیں۔ انکی میٹنگ کراکے اور کبھی کبھار in camera session جیسے بچھلی پاریمیٹ میں تھا۔ اسی طرح اب بھی ہوتا کہ عوامی نمائندے اپنے جذبات سے انکو آگاہ کرتے اپنے احساسات سے انکو آگاہ کرتے۔ اور وہ اپنی تمام کارکردگی پیش کرتے۔ اپنی کمزوریاں، اپنی مجبوریاں اور حکومت سے اور نمائندوں سے کوئی تعاون اور مدد۔ پھر اسکے بعد ایک پالیسی کا اعلان ہو جاتا جناب اپیکر! پھر اس پر implementation کے کئے کمربستہ ہو جاتے۔ لیکن سب سے پہلے نمبر پر اس مسئلے کو ہم نے حل کرنا ہوتا۔ تو جناب اپیکر! شاید 375 یہ فگر ہمارے سامنے اموات کے نہیں ہوتے۔ چلو 75 تو ہوتے۔ کیونکہ یکدم وہ بند نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ آج تین مہینے میں، ہر مہینے میں ایک سو دس کا فگر ہمارے سامنے نہ ہو جاتا جناب اپیکر! ہذا یہ بہت گبیھر مسئلہ ہے۔ اور اس مسئلے کیلئے اب تک حکومت نے کوئی اقدامات نہیں کیئے ہیں۔ سو دفعہ وہ کہیں کہ ہم

ذمہ دار حکومت ہے، ذمہ دار لوگ ہیں۔ ذمہ دار کہیں یا نہ کہیں لیکن حالات بتاتے ہیں۔ عوام بتاتے ہیں۔ روڈوں پر یہ بحث ہوتی ہے۔ لیکن اگر ایک بیان چیف منسٹر دے دیں کہ یار میں اس لیئے اچھا ہوں کہ اسلام رئیسانی کی حکومت میں جب لوگ قتل ہوتے تھے تو وہ اسلام آباد میں تھے۔ میں تو اُسی وقت حاضر ہوتا ہوں۔ لیکن اگر آپ کسی سے یہ کہیں کہ جب آپ ذبح ہوتے ہیں تو میں وہاں تکبیر اللہؐ کبر پڑتا ہوں۔ تو اس سے اُسکی تسلی تو نہیں ہوتی جناب اسپیکر! جب وہ بیچارہ ذبح ہو گیا اور قتل ہو گیا۔ تو آپ سو دفعہ وہاں تکبیر پڑھیں۔ وہ کہتا ہے کہ میری زندگی گزر گئی۔ آپ ادھر حاضر ہو یا نہ ہو۔ تو جناب اسپیکر! اس سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔ یہ وہی باتیں ہیں کہ پہلے جو ہماری حکومت کے دور میں ہمیں کنڈم کرنے کیلئے اپنے کو اس سیٹ پرلانے کیلئے یہ باتیں کام آتی تھیں۔ لیکن آج یہ باتیں کام نہیں آتیں۔ آج عملی اقدامات ہونے چاہیں۔ لہذا اس حوالے سے میری تجویز یہ ہے۔ کہ ابھی law and order کے حوالے سے اور سنجیدہ تجویز اگر اس پر حکومت عملدرآمد کر لے۔ تو اس حوالے سے میری تجویز یہ ہے کہ وزارت داخلہ جو وفاقی وزیر ہے اور وفاقی جو ادارے ہیں اُنہیں جنس کے اور ادھر جو انکے صوبائی ادارے ہیں۔ یہ سب ادھر کوئی میں آ کر کے اور نواز شریف صاحب سے کہہ دیں۔ اور نواز شریف صاحب کہیں گے کہ یہ میرے چیف منسٹر ہے۔ اور آج کل اُس پر زیادہ مہربان ہے۔ تو ان سے کہہ دیں کہ آجائیں جب میں آپ کا چیف منسٹر ہوں۔ بدجنت مجھے ادھر بخادیا۔ اور اس میں مجھے پھنسا دیا۔ اور ابھی آپ کہتے ہیں کہ میرے چیف منسٹر۔ تو میں کیا کروں؟ یہ سب control کرلو۔ تو انکو بولا کیں۔ اور سب سے پہلے اپنے جو، جن سے وہ امن و امان قائم کرنا چاہتے ہیں جن اداروں سے۔ اُن سے رپورٹ لے لیں۔ اُن سے کہہ دیں کہ صحیح۔ اور یہ لوگ ہمارے اور اعتماد بھی نہیں کرتے ہیں جناب اسپیکر! یہ بات بھی ہے۔ کیونکہ انکے سامنے یہ سیاستدان سارے غدار نظر آتے ہیں۔ یہ سارے ملک دشمن نظر آتے ہیں۔ صرف ملک کے وفاداروں ہیں۔ وہ تو آپ کوئی نہیں بتاتے ہیں کہ یہ ہیں۔ فلاں فلاں کی وجہ سے یہ مسئلہ ہے۔ کیونکہ آپ تو غدار ہیں۔ غدار کی توبات نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن یہ کھل کر سارے نمائندے اُن سے کہہ دیں کہ آج ہمیں کھل کر بتا دیں کہ مسئلہ کہاں سے شروع ہے۔ کس طرح شروع ہے، کیوں شروع ہے؟ تو پھر اسکے بعد یہ جب تمام حالات سن لیں۔ پھر اسکے بعد ایک سنجیدہ طور پر کوئی پالیسی حکومت بنائیں House کے سامنے پیش کر دے۔ House کو اعتماد میں لیا جائے۔ اسکے بعد اس پر implementation کی جائے جناب اسپیکر! اور اس پر implementation کے لیئے جب اداروں کی رپورٹ لے لیئے۔ پھر جو ہر ایک یہ کہتا ہے۔ یہ صرف خانہ پری ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہماری حکومت میں بھی ہم خانہ پری کر رہے تھے۔ میں نے نواب صاحب سے دو

مرتبہ کہہ دیا تھا۔ بلکہ تین مرتبہ مولا نا شیرانی نے اُن سے کہا تھا کہ یہ جو مذاکرات والی بات آپ لوگ کرتے ہیں۔ اب تک کسی سے رابطہ کیا ہے؟ صرف اخبارات میں بڑی سُرخی آجاتی ہے۔ اس سے لوگوں کی توقعات اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ ہم مذاکرات کریں گے۔ فلاں سے مذاکرات کریں گے۔ لیکن اب تک وہ report بتاتا نہیں کہ آپ نے کسی سے بھی رابطہ کیا ہے۔ کوئی قبائلی جرگہ، کوئی علاقائی جرگہ بنایا ہے؟ لیکن کچھ بھی نہیں تھا جناب اپسیکر! اور ڈاکٹر صاحب کا دور بھی اُن سے مختلف نہیں ہے۔ بیانات تو آتے ہیں کہ ہم مذاکرات کریں گے۔ لیکن مذاکرات کیلئے کوئی آثار مجھے نظر نہیں آرہے ہیں۔ ہمارا ایک قبائلی معاشرہ ہے۔ ہمارے یہاں اقوام رہتے ہیں۔ ابھی یہ جو کا لعدم تنظیم ہیں۔ یہ تو ایک الگ مسئلہ ہے۔ اُن کے شاید رابطے کے ذرائع کچھ اور ہوں۔ یہی جو ہمارے اپنے لوگ ہیں وہ شاید ہوں۔ لیکن یہ دوسرے جو اپنے آپ کو مذکور کر رکھتے ہیں۔ جو آزادی کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم آزادی لے رہے ہیں۔ اُنکے تو وہ لوگ بھی معلوم ہیں۔ برادر غیر یہاں سے نکل کر وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ حیر بیار تو ہمارے اس ہاؤس کا ممبر تھا۔ وہ بھی ادھر بیٹھا ہوا ہے۔ دوسرے جو لوگ ہیں۔ وہ تو کھل کر کہتے ہیں۔ کوئی ڈھکی چھپی بات بھی تو نہیں ہے۔ لیکن جناب اپسیکر! ان لوگوں سے، جو سامنے کہتے ہیں کہ ہم اس تحریک کی روح روائیں ہیں۔ اور ہم یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اب تک کس طرح، کس کے ذریعے سے اُن سے رابطہ کیتے۔ دوسری کا لعدم تنظیموں کے بارے میں شاید کوئی کہہ کہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کدھر ہے، کون ہے۔ اُنکے سربراہ کون ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ ابھی تک انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا ہے۔ صرف نام کے حوالے سے۔ یہ ہمارے بلوجستان کا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اُنکی وجہ سے ہے۔ نواب اکبر بگٹی کی شہادت کے بعد یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں نہیں رہیں گے۔ پاکستان سے اپنی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اب ہمارے جو اس پورے area میں سفر اور وہاں تمام بلوج علاقوں میں زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ تو انہی تحریکوں کی وجہ سے تو جناب اپسیکر! تک تو مجھے ان سے رابطے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب تک کسی بھی ذریعے سے۔ کسی بھی واسطہ سے اُن سے رابطہ نہیں ہوا ہے۔ تو یہ کیسے مذاکرات ہیں؟ اگر مذاکرات اخبار کے بیانات سے ہوتے ہیں تو یہ کبھی بھی نہیں ہو سکے۔ ڈاکٹر صاحب کے بھی پانچ سال پورے ہو جائیں گے۔ پھر اس کے بعد یہ وراشت کسی اور کوئی جائیگی۔ اور وہ بھی یہی ترانے گائیں گے۔ اگر اسی طرح لوگوں کا خون بہتا رہا۔ تو پتا نہیں کہ یہ پاکستان، یہ بلوجستان ہماری اس سر زمین کے نصیب بھی ہو جائے یا نہیں۔ تو جناب اپسیکر! اگر مذاکرات کرنے ہیں تو پھر ہاؤس کو اعتماد میں لینے کے بعد پالیسی کا اعلان کرنے کے بعد پھر کھل کر اُن سے کوئی بھی، کسی بھی قبائلی شخصیت کے حوالے سے، قوموں کے

حوالے سے جسکے حوالے سے بھی ہوان لوگوں سے رابطہ ہو سکتیں۔ کسی بھی ملک میں ہوں ان سے رابطہ کر لیں۔ وہ تو پہلے دن آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ بس ٹھیک ہے۔ جب آپ آگئے تو میں اپنے وعدے سے دست بردار ہو گیا۔ لیکن ہمارے جو اپنے قبائلی میڑھ مرکے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنکا بیٹا قتل ہوا ہے۔ تو وہ میڑھ والے سے پہلے دن یہ نہیں کہیں گے کہ میں اپنے بیٹے سے دست بردار ہو گیا اب آپ لوگ آگئے۔ وہ تو کہے گا کہ میں نہیں چھوڑوں گا۔ اسکے لیے بار بار ان سے رابطہ کرنا پڑیگا۔ ایک دوسرے کی عزت جب کریں گے۔ تو پھر اسکے بعد وہ اپنے بیٹے کے خون سے دست بردار بھی ہو جاتا ہے اور ان میڑھ والوں کی عزت بھی کرتا ہے اور اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! اس طرح ہمارے بلوج تان کا یہ مسئلہ حل ہو جاتا۔ ہاں اگر جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میرا تمام اداروں پر کنٹرول ہے۔ مجھے نظر نہیں آ رہا ہے۔ اگر اداروں پر ان کا کنٹرول ہوتا تو آج وہ ARY کے حوالے سے ہاؤس سے معافی اور معذرت مانگنے کے لئے مجبور نہ ہوتا۔ تو کیا وجہ ہے، کیوں حکومت کیلئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ یہ کوئی قوت ہے کہ آپ نے بلا وجہ اس طرح کے معاملے میں پھنسا دیا۔ کہ پوری دُنیا میں ایک چینیں آپ کے خلاف ہے۔ یہ تمام چینیوں پر آ گیا۔ دُنیا کو کیا پتا ہے۔ اگر پتا ہو جائے تو وہ کہے گئی کہ بھئی اب تک آپکا اس پر کنٹرول نہیں ہے۔ یہ تو مراحت کاروں کا مسئلہ ہے نہ لشکر جہنگوی کا۔ یہ تو آپکا اپنا پیدا کردہ مسئلہ ہے۔ کیوں پیدا کر رہے ہیں؟ تو اسی طرح شاید انکا کنٹرول بھی ابھی تک مجھے نظر نہیں آ رہا ہے۔ اگر کنٹرول ہوتا تو اس طرح نہ ہوتا۔ تو سب سے پہلے کنٹرول حاصل کر کے۔ اگر وہ دل سے کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں اور تمام اداروں پر حکمرانی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو سب سے پہلے میں انکے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اس پارلیمنٹ اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کیلئے۔ لیکن اگر صرف کری حاصل کرنے کیلئے، پہلے سے انکو یہ بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بس آپکی یہی کرسی اور آپکا یہ نام ہے۔ باقی معاملات ہم چلاں گے۔ لیکن آپ اُدھرنہ آئیں۔ ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب کہیں گئے تھے کسی کے ٹالٹ بننے کے لیے۔ جب وہ بحث کرنا چاہر ہے تھے۔ تو کسی نے ان سے کہا کہ بس آپ نہ بولیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ ٹالٹ ہے۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ آپ نہ بولیں۔ تو ہمارے ملک میں اس قسم کی اقتدار کش و بیشتر کسی کے حوالہ ہو جاتی ہے۔ کہ میں اقتدار آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ لیکن اسکو ہاتھ نہ لگانا۔ کیونکہ انہوں نے نام دیا ہوا ہے کہ یہ سیکرٹ معاملات ہیں۔ بس سیکرٹ تو اتنی وسیع و عریض چیز ہے کہ آپ نے law and order کے قریب جاسکتے ہیں۔ نہ آپ development کے قریب جاسکتے ہیں۔ نہ آپ کسی کو حق دینے کے قریب جاسکتے ہیں۔ آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ آپکا کام نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ

میری سب سے پہلی تجویز law and order کے حوالے سے۔ جتنے بھی ہم ایک دوسرے پر انعامات لگائیں۔ جب باہر نکل جاتے ہیں یا میرا بھائی کا خون بہے گا۔ یا سردار مصطفیٰ کا خون بھائی کا خون بہے گا۔ یا بابت کا بھائی اغوا ہو جائے گا یا کوئی اور۔ یہ سب ہمارے مسئلے ہیں۔ گزرے ہوئے بھی ہمارے بھائی ہیں جو ابھی ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن سودفعہ ہم ایک دوسرے پر الزام لگائیں۔ جب باہر نکلتے ہیں تو ہم سب ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں برابر کے شریک ہیں۔ تو اس حوالے سے میری تجویز یہ ہے۔ اور اس پر جتنی بھی جلدی ممکن ہو ڈاکٹر صاحب اور حکومت اس پر پالیسی بنادے۔ اور بلوج تان کے مفاد میں عوام کے خون بند کرنے کے مفاد میں۔ اور عوام کو امن دینے کیلئے ہم اپوزیشن کی طرف سے ڈاکٹر صاحب اور حکومتی بیٹپوں کے ساتھ ہیں۔

وَآخِرُ الدَّعْوَا نَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ مولانا صاحب۔

**قائد ایوان:** جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی قائد ایوان صاحب۔

**قائد ایوان:** مولانا صاحب ہوں یا دوسرے ہمارے اراکین ہوں۔ میں اتنے ہر لفظ کو لکھ رہا ہوں۔ اور آدھا گھنٹہ پوزیشن لیڈر نے تقریر کی۔ واسع صاحب! ہم آپ کی تجویز لیکر policy بنائیں گے۔ طریقہ کارتو جمہوری، عوامی ملکوں میں یہی ہوتا ہے۔ یہیں ہے کہ ہم policy بنائیں گے۔ تو میری گزارش ہے کہ آپ نے اس مسئلے کے حل کیلئے کوئی تجویز نہیں دی۔ میں اُسکی باتوں پر تقدیم نہیں کروں گا۔ بعد میں جو جواب دینا ہو گا وہ میں دے دوں گا۔ لیکن میری گزارش ہے کہ ہم نے جو یہ debate دون کیلئے رکھی ہے۔ اس لیے کہ ہم اس مسئلے کو بالکل in depth analysis کریں اور تجویز دیں۔ وہ تجویز پھر ہم لیکر حکومتی policy بنائیں گے۔ otherwise یہ ہے ہم نے "فتن، نشستن و فتن" والی بات ہو گی۔ تو میں، اب بھی اگر مولانا صاحب کے پاس نہیں ہیں۔ میں اُس سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ کل وہ چیزیں لیکر آئیں۔ تاکہ وہ تجویز ہم policy میں شامل کر کے، اس مسئلے کیلئے۔ مجھے اختیار ہے یا نہیں ہے۔ وہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ لیکن ہمیں House کے حوالے سے بالکل solid تجویز لیکر ان پر ہمیں عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ یہ میری گزارش ہے۔ پیش کل وہ پیش کریں۔ لیکن اپوزیشن لیڈر کی طرف سے کچھ تجویز آنی چاہئیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مہربانی جناب۔ محترمہ یا سیمین اہڑی صاحب! تقریر کے ساتھ ساتھ تجویز بھی دیتے رہیں تاکہ گورنمنٹ کیلئے آسانی ہو۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** شگریہ جناب اپیکر۔ آج کے اس اہم موضوع پر معزز را کین نے اپنی اپنی رائے دی ہے۔ کچھ نے تو detail میں روشنی ڈالی۔ کچھ نے مختصرًا اپنی تجاویز دیں۔ لیکن میری جو ایک knowledge ہے۔ ایک طالب علم کی حیثیت سے میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے۔  
**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ممبر صاحبان آپس میں بات نہ کریں۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** بلوچستان کے مسئلے کو اگر ہم نے سمجھنا ہے پر کھنا ہے تو میرے خیال میں اسکے پورے سیاق و سبق، پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم سرسری دیکھیں گے تو پھر لازمی بات ہے حل بھی ہمارے پاس سرسری ہوگا۔ کہ جی بلوچستان کا مسئلہ اس سے حل ہوگا کہ آپ جی law enforcement agencies کی تخفوا ہوں میں اضافہ کریں یا آپ A اور areas B کو الگ کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کے حل کیلئے اگر آپ serious ہیں اور یہاں امن و امان کا مسئلہ آپ کو ایک issue گلگ رہا ہے لیکن اسکے پیچھے ایک پوری حکمت عملی کا فرماء ہے۔ اسکے پیچھے ایک پوری نیت ہے جو کہ کام کر رہی ہے۔ وہ نہیں ہے کہ کوئی انعوا ہو گیا کہیں پرلاش، گرگئی کہیں پر کسی کے ساتھ زیادتی ہو گئی تو اسکو ہم اس طرح relate کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ being a Senior Members کو یہ میں بلوچستان کے اس issue کو serious طور پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آج اگر بلوچستان جل رہا ہے آج اگر ہماری ماں کی گودیں اُجاڑی جارہی ہیں۔ آج جتنی زیادہ تعداد میں ہمارے بچے بیتیم ہو رہے ہیں۔ آج ہماری بیٹیوں کو بیوہ کیا جا رہا ہے آج ہمارے جو بھائی ہیں انکو انکے بھائیوں سے دُور کر کے انکو شہید کر کے اُنکے بازوں کو جو کا ناجا رہا ہے کٹوایا جا رہا ہے۔ تو یہ اتنا آسان نہیں ہے کہ ہم اسکے لئے ایک دو گھنٹے اپنے style میں جذباتی تقریریں کر کے ہم لوگوں کے دل جیت لیں اور یہ کہیں ”کہ ہم نے جی اپنی contribution دے دی۔ یا ہم نے اپنا حق ادا کیا۔“  
**جناب اپیکر!** اگر ہم نے اپنا حق ادا کرنا ہے تو یہ realistic ہمیاں دونوں پر بات کرنی ہے جو حقیقت ہے حقیقت کو ہم نے بیان کرنا ہے کسی ایک خاص مخصوص طبقے کو ہم نے خوشنہیں کرنا ہے جو کہ ہم پچھلے چونٹھ، پنیٹھ سالوں سے کرتے آ رہے ہیں۔ اگر بلوچستان کا مسئلہ آپ نے دیکھنا ہے تو یہ مسئلہ آج کا نہیں ہے۔ جس طرح سے یہاں ہمارے معزز رکن نے کہا کہ بلوچستان کا 1948ء سے اس ملک کے ساتھ کمزور basis پر الحاق کیا گیا ہے۔ وہ اتنے کمزور تھے مضبوط نہیں تھے۔ اُسی وقت سے یہ جو آپکو resistance نظر آ رہے ہیں بلوچستان میں یہ آج کی پیداوار نہیں ہے یہ 1948ء سے الحاق کے دور سے لیکر اب تک وہ چلی آ رہی ہیں۔  
ہاں اسمیں وہ شدت جو آپ کہہ سکتے ہیں وہ ابھی ہمیں نظر آ رہی ہے نواب اکبر خان بگٹی صاحب کی شہادت کے

بعد جو اسمیں شدت نظر آ رہی ہے۔ جب یہ issue internationalize کی طرح ہم نے ایک کونے میں لگایا ہوا ہے ان بیچاروں کے پاس ایجوکیشن ہے نہ ہیلٹھ ہے نہ روزگار ہے نہ نیٹ ورک ہے نہ کیمونیکیشن ہے۔ انکی اتنی دسسرس اور اتنی approcah کہاں ہو گی کہ وہ اپنی آواز کو اپنی voice کو بلند کر سکیں اور انکی آواز میں اتنی هدّت کیسے آئیگی کہ یہ internationalize issue tackle کیا۔ بہت غلط understand کیا۔ اور آج وہ اسی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اگر اس مسئلے کو اس وقت وہ serious لیا جاتا اسکونیک نیتی سے لیا جاتا اُس وقت کی ہماری policies اور strategies نیک نیتی کی بنیادوں پر ہوتیں۔ اس ملک کی جب ہم main training کر رہے ہوتے اور بلوچستان کو بھی اُس community میں کھوگئی نا۔ الگ سی planning کرنے کرتے تو شاید وہ حالات ہیں آج جو صورتحال ہے اس سے ہم دوچار نہیں ہوتے۔ جناب اپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہاں، کہ جس طرح سے انگریزوں کا جوقانوں چلا آ رہا ہے۔ بلوچستان ایک قبائلی خطہ ہے ایک قبائلی صوبہ ہے۔ جس طرح سے انگریزوں نے بلوچستان کے عوام کو control کرنے کیلئے جو strategy اپنائی تھی۔ کہ جی یہاں کے جو قبائلی سردار ہیں انکو دوچار روپے دو، انکو خوش کرو۔ انکو incentives دو۔ انکو مضبوط کرو۔ تاکہ یہ اُنہی کے ذریعے سے یہاں کے عوام کو آسانی سے control کیا جائے۔ بجائے کہ اتنے بڑے crowd کو آپ control کریں۔ اُس سے بہتر ہے کہ چند اپنے agent آپ پال رکھیں انکو آپ خوش کریں۔ اور اُنہیں کے ذریعے سے حکومت کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج بھی بلوچستان میں وہی سلسہ وہی انگریزوں کی strategy ہمارے حکمرانوں نے ہماری اسٹیبلشمنٹ نے سول اور جوفوجی یور و کریں نے اسکو جاری رکھا۔ بجائے یہ کہ اس مسئلے کو حل کر لیں اسکا مستقل بنیادوں پر ایک solution ڈھونڈیں۔ انہوں نے اس تسلسل کو جاری رکھا کہ جی لڑاؤ اور حکومت کرو۔ قبائلی نظام کو یہاں strong کرو۔ سردار جو یہاں بنے ہوئے ہیں انکو plus use کچھ کرائے کے سردار جیسے مشرف نے بنائے تھے۔ کہ جی بلوچستان کے مسئلے کو ہم جرگ کی صورت میں حل کریں گے اور یہاں کرائے کے سردار بنا کر کے بٹھا دیئے ”کہ جی یہ بلوچستان کے سردار ہیں“۔

تو اگر یہی نیت رہے گی تو میرے خیال میں ہم یہاں پیٹھ کر تقریریں کریں گے۔ اچھی اچھی باتیں کریں گے۔ لوگوں کے دل جیت لینے گے۔ کچھ desks ہم بجا کیں گے۔ اور وادا کروائیں گے اسکے علاوہ میرے خیال میں اگر ہم یہاں کے واقعی اصل باسی ہیں۔ اگر واقعی ہمارا دل جلتا ہے۔ کیونکہ میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں کہا ہے جناب اپسیکر! یہ مكافات عمل ہے۔ آج ہماری اگر نیت اپنے عوام کیلئے بد ہو گی کل کو اسی بدنیتی کی آگ ہمارے اپنے گھروں میں جل سکتی ہے۔ کل کو ہمارے اپنے بچے بھی بتیم ہو سکتے ہیں۔ کل کو ہماری families میر محمد عاصم کر گیلوں: جناب اپسیکر! آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کرانے کے سردار کون تھے انکا نام تو لے لیں؟

**محترمہ یاسمین بی بی لہڑی:** اگلے صاحب! میرے خیال میں میں اپنی بات complete کرلوں۔ اسکے بعد پھر۔

میر محمد عاصم کر گیلوں: نہیں بی بی! اپسیکر کے توسط سے کہہ رہا ہوں کہ یہ کرانے کے سردار کون ہیں انکا نام لے لیں؟

**محترمہ یاسمین بی بی لہڑی:** وہ میں بھی سمجھتی ہوں اور آپ بھی سمجھتے ہیں۔ اسکو میرے خیال میں، جو میں بات کر رہی ہوں اُسکے پس منظر میں آپ اسکو دیکھ لیں آپ اسکو ذاتیات میں نہ لیں۔ تو یہاں میں جوبات کر رہی تھیں کہ اسٹیلشنٹ کی جو منفی strategy یا ایک set mind۔ اصل مسئلہ اسکا ہے۔ اسکو ہم کیوں address نہیں کر رہے ہیں۔ ہم سرسری جیسے یہ carpet ہے یہاں اگر کوئی تنکا گرے گا یہاں اگر میں کاغذ گراوں گی۔ آپ وہ تنکا اور کاغذ کو carpet کے نیچے under the carpet اسکو چھپا کیں گے۔ کبھی نہ کبھی یہی تنکوں یہی کاغذوں کے انبار لگ جائیں گے۔ کوئی باہر سے آ کے carpet اٹھائے گا پھر آپ کو وہ issue دکھائے گا پھر آپ وہ مسئلہ سمجھیں گے۔ آپ لوگوں کو دکھانے کیلئے شوشاک نے کیلئے چیزوں کو under the carpet آپ چھپا کیں گے اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا بلکہ مزید طوں پکڑے گا جو کہ آج پکڑ چکا ہے۔ آج بلوج تان میں جو آپ آگ دیکھ رہے ہیں یہ آگ اور خون کی ہوں یہ اُسی کا تسلسل ہے۔ جناب اپسیکر! یہاں ایک بات جو کہ اہم ہے پتا نہیں کہ 118 agencies ہیں مطلب کام کر رہی ہیں جو کہ امن و امان سے related ہیں۔ کسی کو کچھ پتا نہیں کہ کون کیا کر رہا ہے۔ کس طرح کی اُنکی reporting mechanism ہے۔ اُنکا control کہاں سے ہے۔ اُنکی ڈور کہاں سے کپڑی جارہی ہے۔ ہمیں پتا ہوتے ہوئے بھی ہم اپنی آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور میں آپ جناب اپسیکر! یہ بات بتاؤں کہ آج

یہاں مسخ شدہ لاشوں کا جو سلسلہ ہے جتنے ہمارے نوجوان disappeared ہوئے ہیں۔ اُسمیں بہت بڑا جو actor ہے وہ ہماری agencies ہیں جو so called مطلب جو agencies ہیں ہے جو کہ یہاں اپنے ملک کے تحفظ کیلئے بنائے جا رہے ہیں۔ اُسمیں کوئی anti establishment ہے کوئی pro Nawaz حکومت ہے کوئی anti establishment ہے کوئی pro establishment ہے۔ ہر کوئی حکومت ہے۔ کوئی Peoples Party ہے کوئی Peoples Party ہے۔ اپنا game کھیل رہا ہے اور اُس game میں یہاں کے عوام پس رہے ہیں۔ اُس کو میرے خیال میں اگر آپ address کریں گے تو کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ آپ صحیح حقیقی بنیادوں پر بات کریں۔ اگر تربت میں کوئی سیمینار ہوتا ہے۔ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ یہ یا جو ہمارے نوجوان ان کو کیسے اٹھائے جا رہے ہیں۔ ان میں کوئی غدار نہیں ہے کسی کو آج تک آپ نے غداری کا وہ نہیں کیا ہے کہ اُسے اٹھایا جائے۔ just یہ ہے کہ وہ اپنے rights کیلئے struggle کرتے ہیں۔ کسی سیمینار میں کسی بچے نے اٹھ کے اپنے حقوق کیلئے بات کی۔ اُس نے حکومت کو criticise کیا۔ ”کہ بھئی! یہ حکومت نااہل ہے ہے حکومت کی جو حکمت عملی ہے وہ biased ہے۔ اور یہاں کے جو حکمران ہیں وہ ایک chauvinist سوچ کے تحت اپنی ہی کسی ایک خاص مخصوص community کو develop کرنے کیلئے ہمارا استھان کر رہا ہے۔ یہ باتیں ہوتی ہیں پھر وہ agencies کے جو بندے ہیں وہ اتنے capable ہوتے وہ اتنے قابل نہیں ہوتے کہ وہ ان چیزوں کو صحیح report کریں۔ وہ اپنے officials کو report کرتے ہیں کہتے ہیں ”جی تربت میں فلاں فلاں لڑ کے غدار ہیں۔ انہوں نے اس طرح ریاست کے خلاف بات کی ہے۔“ حالانکہ There is a difference between اگر کوئی شہری حکومت کو criticise کرتا ہے تو یہ اسکا حق بنتا ہے۔ یہ اُسکا جمہوری حق ہے۔ لیکن میں صحیح ہوں کہ ہماری agencies کے جو کارکن ہیں ظاہر ہے وہ کارکن بھی ہم ہی میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اتنی بیروگاری، اتنا زیادہ لوگوں کو آپ نے مجور کیا ہے کہ وہ آپ کے دوچار حکموں کے خاطر آپکی agencies میں آ کے حصہ بنتے ہیں۔ اُنکی capacity نہیں ہوتی کہ وہ چیزوں کو صحیح report کریں۔ اُنکی اتنی capacity نہیں ہوتی کہ وہ state اور government میں فرق کو جانیں۔ وہ آپکو report کریں گے۔ اور یہاں جو officials اور officers بیٹھے ہوئے ہیں غداری کا label لیتے ہیں۔ ”کہ جی یہ تو state کا غدار ہیں۔“ جناب اسپیکر! وہ state کا غدار نہیں ہیں۔

وہ حکومت کو criticise کر رہے ہیں جو کہ انکا بنیادی اور جمہوری حق ہے۔ تو میں صحیتی ہوں کہ یہ بھی ایک بنیادی وجہ ہے جو کہ contribute کر رہا ہے بلوج تان کے موجودہ مسئلہ کو۔ اور جب ہم اصل حقیقت سے آنکھیں چڑاتے ہیں۔ تو پھر ہم دوسرے پڑکے چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ بلوج تان کی سر زمین بہت زیادہ مہذب، پُرانہ ہے۔ یہاں کے لوگ بہت زیادہ مضبوط اقدار، مضبوط اخلاق کے ماں ہیں۔ یہاں کوئی کسی کا دشمن کوئی کسی سے اس طرح میرے خیال میں غیر انسانی بنیادوں پر سلوک نہیں کرتا۔ جس طرح سے ایک impose issues، جو ہمارے transplanted issues کیتے گئے ہیں۔ ”کہ جی! یہاں بلوج پشتون کا مسئلہ ہے۔“ میں صحیتی ہوں کہ بلوج جس طرح سے میرے لیئے قابل قدر ہیں اُس سے زیادہ میں پشتونوں کی عزت کرتی ہوں۔ کیونکہ اگر کوئی قوم کسی دوسری قوم کی عزت نہیں کرتی تو وہ بھی یہ expect نہیں کرے کہ اُسکی قوم کی عزت کی جائیگی۔ ہماری روایات ایک ہیں۔ ہمارے اقدار ایک ہیں۔ ہم ایک ہی معاشرے کے پیداوار ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ بھی ہمیں بلوج پشتون کے نام پر لڑایا جاتا ہے کبھی، ہمیں نہ ہی فرقہ داریت کے نام پر لڑایا جاتا ہے کبھی یہاں sectarian violence کے نام پر کبھی یہ کہتے ہیں ”جی شیعہ سنی جھگڑا ہے۔“ شیعہ، انکے جو groups ہیں وہ پنجاب سے سفر کر کے آتے ہیں لیکن راستے میں انکو کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی انکو hit نہیں کرتا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ لامکے مستونگ میں انکو target ہوتا۔ پھر کہتے ہیں ”جی یہاں کے لوگ دشمن ہیں۔“ جو یہاں سے اتنا طویل فاصلہ وہ طے کرتے ہیں پنجاب کی حدود میں کیوں انکو hit نہیں کیا جاتا؟ دوسری جگہوں پر انکو کیوں hit نہیں کیا جاتا۔ آ کے آپ نے ایک کونہ پکڑا ہوا ہے کہ ”جی یہاں کے لوگ دشمن ہیں۔“ اُرے جان بوجھ کے، جو ہمارا issue ہے، آپ نے آپ اُسکو ہمارا matter ہے، آپ ان مسائل کو ہمارے اندر جگہ دے رہے ہیں۔ جو کہ ہمارا corruption کو جھٹر ج کہ پھیلایا گیا ہے۔ اب یہاں، گیلو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے معذرت کے ساتھ، جس طرح پچھلے دس سالوں میں یہاں corruption عروج پر پہنچ چکی تھی۔ یہ بھی جان بوجھ کے یہاں transplant کیا گیا ہے۔ کہ یہاں کے لوگوں کی development نہ ہوں۔ یہاں کے لوگوں کی آنکھیں نہیں گھلیں۔ یہاں کچھ لوگوں کو، اُنکی جیبوں کو اُنکے pockets کو بھر کے، قومی cause کو نقصان دینے کی خاطر۔ کیا یہاں عدیہ آندھی پیٹھی ہوئی ہے؟ انکو کچھ پتا نہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ یہاں کے جو حکمران ہیں انکو کچھ پتا نہیں کہ بلوج تان میں corruption عروج پر پہنچ چکی ہے۔ یہ میڈیا، یہ جو practical examples -

کیوں کسی نے آج تک اسکا notice نہیں لیا؟ اسلئے کہ یہ again mind set ہیں جو میں پسماندہ کرنے کے درپے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ”کہ جی corruption کی عادت انکوڈال دو یہ ناسور ہے اسی نش میں یہ لٹ پڑ جائے۔ تاکہ اس نش کی دھول میں انکو اصل مسئلے دھائی نہ دیں۔ تاکہ وہ اپنے عوام کیلئے کام نہیں کر سکیں“۔ یہ strategy اسکے پیچھے ہے۔ ظاہر ہے کہ آٹھ دس لوگوں کو آپ خوش کر لینگے۔ اسکے بدل بوتے پر پورے صوبے پر آپ rule کر لینگے۔ یہ تو میرے خیال میں ایک آسان حکمت عملی ہے۔ جو کہ یہاں apply کی گئی ہے۔ اور جس کے لئے جتنا رونارویا جائے میرے خیال میں کم ہے۔ اسی طرح سے یہاں انوابرائے تاوان، کس کو نہیں پتا کہ انوابرائے تاوان، ویسے عام ایک گروپ کو کوئی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ کسی بڑے آفسر کو جا کے کسی کو نے میں، تلعہ سیف اللہ میں یاد شست کی عام چھوٹی سی کھٹدی میں بند کریں۔ جب تک اسکے پیچھے، اور اسکے background میں لوگ موجود نہ ہوں۔ جب تک وہ strong آپکے وزیر، مشیر۔ ظاہر ہے کہ پھلی دفعہ جتنا اس ناسور کو پھیلا لایا گیا، پیدا کیا گیا، انکو پشت پناہی حاصل تھی۔ اور Z to A سب کو پتا تھا۔

جناب اسپیکر! میں صحیح ہوں اپنی بات کو conclude کرتے ہوئے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** محترمہ! ایک منٹ آپ سُئیں۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** جی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپکی تقریر بہت اچھی ہے۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** میں تقریر نہیں کر رہی ہوں sorry۔ اسکو آپ تقریر کہیں گے آپ میرے جذبات کو مجروح کر لے گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** بات یہ ہے۔ ایک منٹ! سین نا۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** جی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** یہاں آپکو floor دیا گیا ہے۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** جی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ میشک تقید بھی کریں۔ ساتھ ساتھ گورنمنٹ کو تجویز دے دیں۔ اور اس چیز کا بھی پتا ہونا چاہیے کہ آپ گورنمنٹ کے ممبر ہیں، آپ ہی کی گورنمنٹ ہے۔ پرانا جو ہوا ہے، وہ ہوا ہے، لیکن نیا کیا بہتر کرنا ہے۔ اگر آج کوئی لاش گر رہی ہے۔ تو آپ ہی اسکو بہتر بناسکتے ہیں۔ آپ اس پر گورنمنٹ کو تجویز دیں کہ آپ کیا بہتر کر سکتے ہیں اور اس میں آپکا کیا کردار ہونا چاہیے۔ اس پر ہم لوگوں کو آنا چاہیے اور تقریر اگر ہم لوگ

کرتے رہیں گے۔ یہ تو لمبا چلتا رہیگا۔ لیکن تمیں تمیں تجویز دے دیں کہ گورنمنٹ، بہتر کیسے کر سکتی ہے۔ یہ لاشیں کیسے ہم لوگ روک سکتے ہیں۔

**محترمہ یاسمین بی بی لہڑی:** جناب اسپیکر! آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ میرے خیال میں آپ، پتا نہیں میری بات کرنے کا style، شاید جو حقیقت پر بات کرتا ہے، وہ جذباتی ہو جاتا ہے۔ یہ تقریر قطعاً نہیں ہے۔ میں اسکا مخالف ہوں کہ کوئی آکے تقریر کریں۔ اپنے الفاظ جاڑیں، اور وہ چلا جائے۔ میں حقیقت پر میں بات کر رہی ہوں۔ میں بالکل آپکو جو مسائل کا حل ہے، جو میری ایک کم knowledge ہے اُس پر میں بات کروں گی۔ لیکن یہ ہے کہ پہلے تو آپ مجھے میں تو سہی کہ اصل مسائل کیا ہیں۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ یہاں اسمبلی میں صرف سرسری چیزوں پر بات نہیں کی جائے۔ اگر آپ in depth جائیں گے۔ آپ اگر کسی درخت کی جڑ کو، ہی نہیں پکڑیں گے صرف پتے کا ٹٹے رہیں گے۔ تو اس کی جڑیں تو موجود ہیں جناب اسپیکر!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اگر corruption کر رہے ہیں، تو آپکی گورنمنٹ ہے۔ آپکو اس چیز کا پتا ہونا چاہیے۔ تو پرانے جتنے لوگ ہیں اُنکے خلاف کارروائی کریں انکو گرفتار کریں۔

**محترمہ یاسمین بی بی لہڑی:** جو مسائل کا درخت ہے، آپ جب تک اُس کی جڑ تک نہیں پہنچیں گے صرف پتے کا ٹٹے رہیں گے۔ اُسکی لڑیں کا ٹٹے رہیں گے۔ وہ درخت ہر دفعاً بھرے گا۔ وہ آئیگا اور آپکو مسلمانان سے دوچار کروائیگا۔ اسی لئے میں کہہ رہی ہوں کہ اسکو superficially نہیں دیکھنا چاہیے۔ اُسکو اُسکی اصل sense میں لینا چاہیے۔ اب آتے ہیں حل کی طرف۔ حل یہ ہے کہ پہلے جو میں نے بات کی کہ اگر اس ملک کے حکمران بلوچستان کے issue کیلئے، بلوچستان کے مسئلے کے لئے سنجیدہ ہیں۔ تو again میں رحیم زیارت وال صاحب کی بات کو second mindset کروں گی جو اُس دن انہوں نے کہ اسٹیلیشنمنٹ کو اپنا mind-set تبدیل کرنا ہوگا۔ بلوچستان کو، بلوچستان کے باسیوں کو اپنے ساتھ اگر وہ بھائی سمجھیں گے، پاکستان کے عوام کے ساتھ integrate کرنے کیلئے وہ نیک نیت ہیں۔ اور ہمیں وہ main stream میں لانا چاہ رہے ہیں یاد کیجنا چاہ رہے ہیں تو وہ اپنے mindset کو تبدیل کریں۔ خود بخود چیزیں آپ دیکھیں گے کہ یہاں بلوچستان میں صحیح ہوتی جائیں گی۔ دوسرا میری تجویز یا حل یہ ہے کہ جو ایک جنسیوں اور اُنکے جو کارکنان ہیں، اُنکی capacity building کے انکو difference کرتا یا جائے کہ اگر کوئی بچہ، کوئی طالب علم حکومت کو criticize کرتا ہے تو It doesn't mean کہ وہ state کو criticize کر رہا ہے۔ تو آپ یہ فرق اگر انکو سمجھائیں گے ہمارے آدمی سے زیادہ لاشوں کے گرنے کا جو سلسلہ ہے، وہ بند

ہو جائیگا۔ یا جو cases کے disappearances کے یہی وہ کم ہو جائیں گے۔ اسکے علاوہ یہ ہے کہ ہماری مسلح جدو چہد کرنے والے جو بھائی ہیں، وہ بھی main stacke holder ہیں۔ ہم آنکھیں بند کر کے کبوتر کی طرح کہیں ”کہ جی! ان سے بات نہیں کرنی، بس باقی چیزوں کو ہم نے دیکھنا ہے، نہیں ہو گا اس طرح سے۔ آنکھوں ہمیں talk پر لیکر آنا ہو گا۔ آنکھوں بات چیت کے ذریعے سے۔ کیونکہ طاقت کے زور کو آپ نے تو آزمایا۔ 65 سالوں سے طاقت کے زور پر یہاں کے عوام کو آپ نہیں جیت سکے۔ اب خدا را! یہ ہے کہ پورے بلوج تان میں بڑے بڑے مسئلے ہیں۔ بڑی بڑی جنگیں ہوں آخر انکا حل table talk ہے تو آنکھوں میں لانا ہو گا مذاکرات کی میز پر اور بلوج تان کے مسئلے کو حل کرنا ہو گا۔ اگلی جو میری بات ہے کہ جتنی زیادہ ایجنسیز ہیں، مجھے نام نہیں پتا، مطلب اتنی زیادہ ایجنسیز ہیں کہ میں خود بھی نہیں جانتی۔ ایک پارلینمنٹریں ہوتے ہوئے بھی مجھے نہیں پتا۔ انکا آپسمیں کوئی ربط ہونا چاہیے۔ کہ بھی! کوئی ایجنسی کس طرح روپورٹ کر رہی ہے؟ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا؟ ایک umbrella کے under کام کرنا چاہیے۔ ہر کوئی اپنا ٹک ٹک چلا رہا ہے، مختلف ڈسٹرکٹس میں، نہیں ہونا چاہیے۔ اگلی یہ ہے کہ یہاں میرے خیال میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس پیش ہوا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ادھر ہمارے law and order کا مسئلہ ہو یا village سے لیکر یونین کونسل یا ڈسٹرکٹ کے جو مسائل ہیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس ایوان کا کام نہیں ہے کہ فلاناں village کو ہم discuss کر لیں۔ فلاناں یونین کونسل کو۔ ہمارا کام قانون سازی ہے۔ قوانین کی implementation کو ensure کرنا ہے۔ اگر ہم نے local level پر لوگوں کو govern کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اور وہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ party basis پر۔ کیونکہ اس سے پہلے میرے خیال میں جو بھی ہمارے مسائل سامنے آتے گئے ہیں، وہ غیر جماعتی طور پر انتخابات ہوئے ہیں۔ اور اس میں بھی اسی طرح سے نام نہاد لوگ آکے لوکل گورنمنٹ سسٹم کو چلاتے رہے۔ اسی لئے اسکا اتنا صحیح impact ہمیں نظر نہیں آیا۔ جبکہ 2006ء میں میثاق جمہوریت جب sign ہوا۔ جب محترمہ بنے نظیر بھٹو، نواز شریف صاحب اور اسکے ساتھ نیشنل پارٹی، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی بھی اسکا حصہ تھیں۔ تو اس میثاق جمہوریت کا شن نمبر 10 آپسمیں لوکل گورنمنٹ سسٹم کو جماعتی بنیادوں پر بحال کرنا۔ غیر جماعتی بنیادوں پر نہیں، تاکہ لوگوں کو govern کرنے کا، rule کرنے کا موقع ملے۔ اور آنکھوں آپ ایک umbrella کے تحت ایک پلیٹ فارم میں لے کے آئیں۔ تاکہ آپ آنکھ control کر سکیں۔ اچھا دوسرا یہ ہے کہ آنکھ مالی اور انتظامی اختیارات

تو میں سمجھتی ہوں یہاں وہ law and order کے مسئلے کو بھی وہ دیکھ سکتے ہیں۔ وہاں لوکل گارڈ سسٹم کو وہ introduce کر سکتے ہیں۔ یہاں سے اگر ہم سینٹر سے ہر چیز کو control کریں گے تو وہ شاید نہیں ہوگا۔ تو ہم نے ان چیزوں کی implementation کو ensure کرنا ہے۔ thank you.

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ محترم۔ جی آغاز لیاقت صاحب!

**آغاز سید لیاقت علی:** بہت افسوس کی بات ہے کہ قائد حزب اختلاف نے تقریر کی اور اسکے فوراً بعد وہ چلے گئے۔ جناب! اُنکی تقریر کے ایک، دونوں نکتے پر مجھے بولنا ہے۔ نمبر 1 مولانا صاحب نے یہ کہا "کہ اس House کو سب دھوکہ دے رہے ہیں"۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔ House کو کوئی دھوکہ نہیں دے رہا۔ مولانا صاحب یا کوئی دوسرا اگر دینا چاہیں دھوکہ، تو یہ اُنکی غلط فتنی ہے وہ اس پر مذمت کریں۔ ہم House کو دھوکہ نہیں دے رہے ہیں۔ نمبر 2 مولانا صاحب نے کہا "کہ سپریم کورٹ نے آج کہایا کل کہا کہ جی یہ حکومت بھی fail ہو گئی ہے"۔ یہ غلط بات ہے۔ سپریم کورٹ نے اس پر -----

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** point of order.

**آغاز سید لیاقت علی:** point of order پر میں بول رہا ہوں آپ نہیں بول سکتے۔ آپ میرے بعد بولیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مفتی صاحب! آپ بیٹھیں۔ وہ point of order پر ہیں۔

**آغاز سید لیاقت علی:** نہیں۔ آپ غلط کہ رہے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مفتی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

**آغاز سید لیاقت علی:** سپریم کورٹ نے یہ کہا۔ آپ دھوکہ مت دیں۔ آپ کے لیڈر نے admit کیا کہ آپ House کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ مایک اس وقت میرے پاس ہے۔ سپریم کورٹ نے یہ corrupt کہا ہے، نہیں کہا ہے۔ previous government کو جب انہوں نے نااہل کیا تھا، تو وہ corruption government تھی۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا کہ "میں اُسکو معطل کرتا ہوں۔ لیکن chance دیتا ہوں"۔ وہ corruption پر تھا۔ سپریم کورٹ نے کل remarks دیئے، وہ ان لوگوں کے سلسلے میں ہے جو اخواہوکر کے یامسخ شدہ لاشیں ہیں۔ انہوں نے کہا "کہ اس گورنمنٹ نے دو مہینے میں وہ کام نہیں کیے جس کی سپریم کورٹ توقیع کر رہا تھا"۔ یہ کہا ہے سپریم کورٹ نے۔ مولانا صاحب نے یہ بات بالکل غلط کی۔ اُنکی گورنمنٹ جس وقت تھی، یہ corrupt تھی۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا ہے "کہ یہ چیز ہوئی"

ہے۔ لہذا record درست کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ امن و امان کیلئے دو دن رکھے تھے، آج اور کل۔ ممبر ان صاحبان ایک تو time کی پابندی کریں تاکہ سب کو بولنے کا موقع مل جائے۔ اور ساتھ ساتھ تجویز بھی دے دیں۔ تاکہ، یہ آپکی گورنمنٹ ہے یہ آپکی تجویزوں کے مطابق بہتر فیصلے کر سکے تاکہ بلوج تان میں امن و امان کا جو گبیھر مسئلہ ہے، وہ اسکو کس طرح حل کر سکے۔ تو باضابطہ شدہ تحریک التوا پر دو گھنٹے بحث کامل ہوئی ہے۔ باقی ارکان کل مورخہ 28 راگست کے اجلاس کے ایجندے میں صوبے کے امن و امان پر مجموعی بحث میں حصہ لے سکتے ہیں۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** جناب اسپیکر! میری ایک گزارش ہے۔ باقی دوستوں سے بھی کہ کل کا ایجندہ ہم کم رکھیں۔ اسی پر، جس کو کوئی پوائنٹ آف آرڈر لانا ہے، کوئی دوسرا چیز۔ کیونکہ اسکو ہم دو گھنٹے سے زیادہ dilate نہیں کر سکتے۔ تو وہ ہماری discussion ختم نہیں ہے۔ میری گزارش ہے دوستوں سے کہ کل ہم اسی ایجندے پر زیادہ بولیں۔ اور جو بھی آپ ٹائم الٹ کریں گے 10 منٹ۔ کیونکہ آج تو open تھا۔ تین میں، چالیس چالیس منٹ بول رہے تھے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ کل کیونکہ بڑا important ہے۔ ہماری تمام جو حکمت عملی ہو گی اسی کل کی discussions پر ہو گی۔ تو اسیں اگر باقی آپ وہ even کم کرتے ہیں۔ جو ہاؤس آف بنس کے rules ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر چار، پانچ گھنٹے اگر آپ بولیں گے۔ تو شاید تمام لوگ کی sense of participation ہو گی۔۔۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اُسمیں زیادہ بولنے کا موقع ملے گا۔ کھل کے بات کریں۔

**میر محمد عاصم کرد گیلو:** جناب اسپیکر! شام کے time اچھا ہے نا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شام کو بہت جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ صحیح ہے، جس طرح آپ کہیں۔ امن و امان کا بھی مسئلہ ہے، شام کو نہیں ہو سکتا۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** آپ ویسے بھی شام کو آتے ہیں یا! چھوڑو ایجندہ complete نہیں ہو گا۔ sir ایجندہ اہمara complete sir ایجندہ بجے کا sir ایجندہ آگیا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اب اسے میں کا اجلاس کل مورخہ 28 راگست 2013ء بوقت صحیح گیا رہ بجے تک کے لئے ملتوي کیا جاتا ہے۔

(اسے میں کا اجلاس شام 5 بجکر 12 منٹ پر اختتم پذیر ہوا)

ختہر شش